طالبان

مجلہ تحریک طالبان پاکستان

21

ربیع الثانی ۱۴۴۵ ھ ق بمطابق نومبر ۲۰۲۳ء

RABI UL SANI 1445

شمارہ: 21

NOVEMBER 2023



HTTP://T.ME/TTPMAGAZINE

@umarmedia

HTTP://WWW.UMARMEDIA.XYZ

UMAR MEDIA

فہرست

اداریہ

فلسطین لہو لہو

اہل غزہ پر ناپاک اسرائیل کی حالیہ یلغار اور مسلم ممالک کے حکمرانوں کی بے حسی ان کی ذہنی، فکری اور معاشی غلامی کا منہ بولتا ثبوت ہے امریکہ کی ناجائز اولاد اسرائیل گزشتہ ستر برس سے مسلسل اہل فلسطین پر ظلم کے پہاڑ توڑ رہا ہے مگر اس حالیہ یلغار میں تو ظلم و بربریت کی انتہا کر دی گئی ہے اسرائیل نے اس یلغار میں جنگی جرائم کا کھل کر ارتکاب کیا ہے چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں اور خواتین پر بمباری، رہائشی علاقوں، ہسپتالوں، تعلیمی اداروں، نیز فلاحی مراکز کو بھی فضائی حملوں کا نشانہ بنایا گیا ہے مگر اقوام متحدہ ان تمام مظالم کے باوجود خاموش تماشائی بنی بیٹھی ہے

امریکہ اور دیگر یورپی ممالک نے کھل کر اس ظلم پر اسرائیل کا ساتھ دینے کا اعلان کیا ہے، مگر افسوس کہ امت مسلمہ کے نام نہاد حکمرانان اسرائیل کے خلاف اور اہل فلسطین کے حق میں ایک بیان دینے سے بھی عاجز ہیں مسلمانوں کے قبلۂ اول اور سرزمینِ انبیاء علیہم السلام پر اس ظلم و ستم کو دیکھنے کے باوجود ڈیڑھ ارب سے زائد نفوس پر مشتمل امت مسلمہ صرف دعاؤں پر ہی اکتفا کر رہی ہے امت مسلمہ کی غیرت و حمیت نجانے کہاں کھو گئی ہے؟ ذلت و مسکنت اس قوم کا مقدر بن چکی ہے اور یہ تو ہونا ہی تھا کہ امت من حیث المجموع جہاد فی سبیل اللہ کو ترک کیے بیٹھی ہے اور "وہن" کے مرض میں مبتلا ہے

ان تمام حالات کے باوجود سلام ہے اہل غزہ کی دینی حمیت اور غیرت کو کہ جنہوں نے اپنا مال، جان، گھر بار اور اولاد سب کچھ انبیاء کی سرزمین کی حفاظت اور دین اسلام کی ناموس کی خاطر نچھاور کر دیا اور کر رہے ہیں مگر باطل کے سامنے جھکنا گوارا نہیں کیا، جنہوں نے ذلت کے راستے کو ٹھکرا کر عزت کا راستہ چنا وہ دن دور نہیں جب اہل غزہ کی یہ قربانی اور جدوجہد رنگ لائے گی اور اسرائیل کی ناپاک ریاست کا وجود ہی اس سرزمین سے ختم ہو جائے گا ان شاء اللہ

پریشان ظلمت کا پالا ہی ہوگا
فتح یاب آخر اجالا ہی ہوگا

تذکرہ حضرت ثابت بن قیس انصاری رضی اللہ عنہ

استاد ذاکر

حضرت ثابت بن قیس انصاری رضی اللہ عنہ قبیلہ خزرج کے ایک سردار تھے جن کا شمار مدینہ کے اہم سرداروں میں ہوتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ ایک ہر دلعزیز شخصیت ہونے کے ساتھ ساتھ فصیح اللسان، بہادر اور ماہر جنگجو بھی تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا شمار مدینہ میں اول اول اسلام لانے والوں میں ہوتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی خوبصورت اور پر سوز آواز میں قرآن پاک سنا تو وہ دل میں اترتا چلا گیا اور آپ پر اللہ کا فضل ہوا اور آپ اسلام لے آئے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو حضرت ثابت بن قیس انصاری رضی اللہ عنہ نے مدینہ کے بہترین شہسواروں کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا اور وہاں پر ایک خطبہ بھی دیا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھرپور وفاداری کا عہد کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اس وفاداری کے بدلے میں انصار کو کیا ملے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بدلے میں جنت ملے گی۔ انصار اس بشارت پر بہت خوش ہوئے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ثابت بن قیس انصاری رضی اللہ عنہ کو خطیب کا لقب عطا کیا۔

جب کبھی عرب وفود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے فصیح وبلیغ خطیبوں کا تذکرہ کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقابلے میں حضرت ثابت بن قیس انصاری رضی اللہ عنہ کو پیش فرماتے۔ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ پکے اور سچے مومن تھے، انتہائی متقی، خدا تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے والے، ہمیشہ خوف آخرت میں مبتلا رہتے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بہت غمزدہ اور افسردہ حالت میں دیکھا کہ خشیت الٰہی سے کانپ رہے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تسلی دی اور پوچھا: اے ثابت! کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ دنیا میں تمہاری تعریف ہو؟ تمہیں شہادت کی موت نصیب ہو اور تم جنت میں داخل ہو جاؤ؟ یہ سن کر آپ رضی اللہ عنہ کا چہرہ خوشی سے چمکنے لگا، آپ رضی اللہ عنہ نے جوابا فرمایا: کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تو یہی چاہتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے ساتھ یہی معاملہ پیش آئے گا۔

حضرت ثابت بن قیس انصاری رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ بدر کے علاوہ تقریبا تمام غزوات میں شریک رہے اور جانفشانی سے حصول شہادت کے لیے ہر معرکے میں برسرپیکار رہے۔ یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مسیلمہ کذاب کے لشکر کے خلاف آپ انصار مجاہدین کے سپہ سالار تھے۔

ابتداءِ جنگ میں مسیلمہ کے لشکر کا پلڑا بھاری تھا جس کے نتیجے میں مسلمانوں کا لشکر بکھرنے لگا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے جسم پر زعفران ملا اور کفن سر پر باندھ کر مسلمانوں کے لشکر سے ولولہ انگیز خطاب کیا اور پھر دیوانہ وار دیگر سپہ سالاروں کے ہمراہ باطل کی صف میں گھس گئے اور اپنی بہادری کے جوہر دکھانے لگے۔ اسی جنگ میں آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی جس کی بشارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ کو پہلے ہی سنا دی تھی۔

آپ رضی اللہ عنہ اپنی شہادت کے بعد ایک مجاہد کے خواب میں آئے اور اپنی زرع کا تذکرہ کیا اور وصیت کی کہ میرے ذمے کچھ قرض ہے وہ ادا کر دیا جائے اور میرے غلاموں کو آزاد کر دیا جائے۔ چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کی وصیت کو پورا کر دیا۔

آپ رضی اللہ عنہ وہ واحد شخصیت ہیں جنھوں نے شہادت کے بعد کسی کے خواب میں آکر اس انداز سے وصیت کی اور ان کی وصیت کو پورا بھی کیا گیا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے۔

یہود کی ساڑھے تین ہزار سالہ مختصر تاریخ

اور

انکی دائمی ذلت و مسکنت اور ابدی محکومیت و مغلوبیت کا راز

مفتی غفران صاحب

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

قال الله تبارك وتعالى : وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَن يَسُومُهُمْ سُوءَ الْعَذَابِ ۗ إِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيعُ الْعِقَابِ ۖ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ۔ (سوره اعراف ١٦٧)

وقال النبي ﷺ؛ عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لن تبرح هذه الأمة منصورة تقذف كل مقذف منصورون أينما توجهوا لا يضرهم من خذلهم من الناس هم أهل الشام. (كنز العمال: ح٣٨٢٢٢(بحواله موسوعة أطراف الحديث (ص: ١٦٢٩٦٨))

اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے: اور اس وقت کو یاد کرو جب خبر دی تھی تیرے رب نے کہ ضرور بھیجتا رہے گا یہود پر قیامت کے دن تک ایسے شخص کو کہ دیا کرے ان کو برا عذاب، بیشک تیرا رب جلد عذاب کرنے والا ہے، اور وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

معزز قارئین! انیس دن گزرنے کو ہیں، کہ سرزمین انبیاء علیہم الصلوۃ والتسلیمات ،،فلسطین‘‘ اور بالخصوص ’’غزۃ‘‘ پر حزب اللہ اور حزب الدجال کا معرکہ برپا ہو چکا ہے ایک طرف دجالی لشکر اسرائیل اور انکے ہمنوا جنود الشیطان ہر قسم کے جنگی وسائل سے لیس اہلیانِ غزۃ پر بھوکے بھیڑیوں کی طرح ٹوٹ پڑے ہیں ، سرزمین قدس کے بحر و بر اور فضاء پر ہر سو جیٹ طیاروں، ہیلی کاپٹرز، ٹینکوں، میزائلوں اور توپوں کا گن گرج ہے، دوسری جانب حزب الرحمن دینی جذبے سے سرشار فلسطینی مجاہدین کا پاکیزہ اور مختصر لشکر جرار اللہ تعالی کی مدد سے جرءت و بہادری کی لازوال داستانیں رقم کر رہا ہے ۔

بحمد اللہ تاحال اسرائیلی فوج تمامتر وسائل کے باوجود ایک انچ آگے بڑھنے میں کامیاب نہیں ہوئی ہے، لشکر دجال کے سینکڑوں فوجی لشکر اسلام کی قید میں پابند سلاسل ہیں، ایمان اور مادیات کی اس عظیم جنگ میں مادہ پرستوں کی ایسی درگت بنادی گئی ہے کہ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن کی حالت سے دوچار ہیں ،اسرائیلی فوج حماسی مجاہدین کے سامنے نہایت بے بسی کی حالت میں ہیں، اسرائیل نے اپنی سابقہ روش کے مطابق بغض و عناد کا مظاہرہ کرتے ہوئے انتقام کا سارا بڑھاس عام فلسطینی مسلمانوں پر نکالنا شروع کر دیا ہے، تاحال (۷ اکتوبر تا ۲۶ اکتوبر ۲۰۲۳)

اسرائیل کی جانب سے غزہ پر اندھا دھن بمباری کا سلسلہ جاری ہے ، ابتک کی اطلاعات کے مطابق ہزاروں گھر مکمل طور پر مسمار کئے جا چکے ہیں اور فلسطینی وزارت صحت کے ترجمان ڈاکٹر اشرف القدرۃ کی رپورٹ کے مطابق گزشتہ ۲۵ اکتوبر کی رات اسرائیلی فوج نے ۴۰۰ عوامی مقامات کو نشانہ بنایا ہے ،جان بوجھ کر صحت سے متعلقہ ۵۷ عمارات کو نشانہ بنایا گیا ہے ، ۱۲ ہسپتالوں اور ۳۲ پرائمری طبی مراکز کو عملا ختم کر دیا گیا ہے ،اسوقت تک سات ہزار سے زائد عوام شہید اور سترہ ہزار زخمی ہو گئے ہیں، جن میں ۷۰ فیصد بچے، عورتیں اور بوڑھے شامل ہیں۔ گیس، بجلی اور پانی منقطع کر دیا گیا ہے، پانی ختم ہونے کو ہے، اشیاء خورد و نوش کے مراکز کو خصوصی طور پر نشانہ بنایا جا رہا ہے، ادویات اس قدر کم پڑ گئی ہیں کہ میڈیکل ٹیمیں صرف زیادہ نازک کیسوں کو ڈیل کرتے ہیں، امدادی ٹیمیں اور سازوسامان کی رسائی نہ ہونے کے برابر ہے، حماس کے ترجمان نے عالم اسلام سے امداد کا پرزور مطالبہ کیا مگر تاحال کسی حکمران کے کان پر جوں تک نہیں رینگی، جبکہ امریکہ، برطانیہ، فرانس وغیرہ یورپی ممالک کے سربراہان نے یکے بعد دیگرے اسرائیل کے دورے کئے، اور اسرائیل کی صرف زبانی حمایت پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ کھل کر عسکری لحاظ سے ہر طرح کے وسائل سے انکو مالامال کیا۔

لیکن دجالی لشکر کی ذلت اور محکومیت و مغلوبیت پر اللہ تعالی نے دائمی مہر ثبت فرمادیا ہے ۔

اور امام الانبیاء ﷺ نے شام اور بالخصوص سابقہ شام کے مقدس ترین علاقہ ،،فلسطین‘‘ کے جہادی لشکر کے متعلق نہایت واضح الفاظ میں ہر مقام پر ان کی فتح، نصرت اور دشمن کے مقابلہ

کمزور نہ ہونے کی یہ لازوال بشارت سنادی ہے۔

عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لن تبرح هذه الأمة منصورة تقذف كل مقذف منصورون أينما توجهوا لا يضرهم من خذلهم من الناس هم أهل الشام. (كنز العمال ح٣٨٢٢٢(بحواله موسوعة أطراف الحديث (ص: ١٦٢٩٦٨))

اس حدیث میں امام احمدؒ نے اپنی مسند (۲۱۲۸۶) میں بیت المقدس اور اسکے اطراف کو خصوصیت کیساتھ ذکر کیا ہے۔

ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ علیه توکلت والیه انیب۔

زیر نظر تحریر میں یہود کی ساڑھے تین ہزار سالہ مختصر تاریخ کا جائزہ لیا گیا ہے، اور ضمن میں انکی دائمی ذلت ورزالت اور ابدی محکومیت ومغلوبیت کے راز کو نمایا کیا جاچکا ہے، نیز یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ کسی زمانے میں یہود کا شمار افضل ترین اقوام میں ہوتا تھا، کیا وجہ ہوئی کہ یہود دنیا کی مبغوض ترین اور منفور ترین قوم کہلانے لگی۔

یہود کا تعارف:

بنی اسرائیل ایک قومی ونسلی اصطلاح ہے، اور یہود بنی اسرائیل کا مذہبی نام ہے:

بنی اسرائیل یعنی اسرائیل کی اولاد، اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب تھا، مفسرین کے بقول اسرائیل عبرانی یا سریانی زبان کا لفظ ہے بمعنی عبد اللہ (خدا کا بندہ)

بقول مولانا عبد الماجد دریا آبادیؒ: مشہور و نامور پیمبر حضرت ابراہیم (علیہ السلام) عراقی ثم شامی ثم حجازی (۲۱۶۰ تا ۱۹۸۵ق۔م) سے مشہور ونامور دو نسلیں چلیں۔ ایک بی بی ہاجرہ علیہا السلام مصری کے بطن کے فرزند حضرت اسمعیل (علیہ السلام) سے۔ یہ نسل بنی اسمعیل کہلائی۔ اور آگے چل کر قریش اسی کی ایک شاخ پیدا ہوئی۔ ان کا وطن عرب رہا۔ دوسری بی بی سارہ علیہا السلام عراقی کے بطن کے فرزند حضرت اسحٰق (علیہ السلام) کے فرزند حضرت یعقوب عرف حضرت اسرائیل (علیہ السلام) سے۔) حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے انہی بارہ بیٹوں سے جو نسل چلی یہ۔ ازراقم) نسل بنی اسرائیل کہلائی۔ اس کا وطن شام رہا۔ قدیم جغرافیہ میں فلسطین کوئی الگ الگ ملک نہ تھا، شام ہی کا جزو تھا۔

"بنی اسرائیل" تو ایک قومی ونسلی اصطلاح ہے۔ مذہبی حیثیت سے یہ لوگ یہود تھے، اہل کتاب تھے۔ (تفسیر ماجدی سورہ بقرہ:۳۹)

شیخ عبد السلام صاحبؒ نے اپنی تفسیر احسن الکلام ص:۳۰۹ میں قاسمی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ جب بنی اسرائیل ستر سال بعد اپنے پرانے وطن کی طرف لوٹ آئے تو اکثر نسل یہوذا بن یعقوب کی رہ گئی تھی اور باقی (گیارہ بیٹوں کی) اکثر نسل ختم ہو چکی تھی، اور عربی میں یہوذا کی ذال کو دال سے بدل دیا گیا ہے، قرطبی۔

یہود کی ابدی ذلت اور دائمی محکومیت کو سمجھنے کی خاطر ہم انکی ساڑھے تین ھزار سالہ تاریخ کو تین ادوار میں تقسیم کرتے ہیں، تاکہ سمجھنے میں آسانی ہو:

پہلا دور: امام الانبیاء ﷺ کی بعثت سے قبل کا دور ہے اور یہ دورانیہ بقول حکیم الاسلام مولانا قاری طیبؒ مہتمم سابع دار العلوم دیوبند؛ دو ہزار سال پر مشتمل ہے۔

دوسرا دور: سرور دو عالم ﷺ کی بعثت کے بعد سے لیکر اسرائیل کی قیام تک کا دور؛ یہ دور ۱۳۷۰ سالوں پر مشتمل ہے۔

تیسرا دور: اسرائیلی ریاست کے قیام سے لیکر تاحال ۲۳ اکتوبر ۲۰۲۳ء جو صرف ۷۵ سال پر مشتمل ہے۔

پہلا دور: امام الانبیاء ﷺ کی بعثت سے قبل (دو ہزار سال) کا دور:

ایک زمانہ تھا کہ بنی اسرائیل کا شمار دنیا کی معزز ترین اور افضل ترین اقوام میں ہوتا تھا،

اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے؛

يَٰبَنِيٓ إِسۡرَٰٓءِيلَ ٱذۡكُرُواْ نِعۡمَتِيَ ٱلَّتِيٓ أَنۡعَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ وَأَنِّي فَضَّلۡتُكُمۡ عَلَى ٱلۡعَٰلَمِينَ (البقرہ)

ترجمہ: اے بنی اسرائیل یاد کرو میرے احسان جو میں نے تم پر کئے اور اس کو کہ میں نے تم کو بڑائی دی تمام عالم پر۔

خاتم الانبیاء ﷺ کی بعثت سے پہلے کے دورانیہ پر قرآن کریم نے زبردست روشنی ڈالی ہے، ایک دور ایسا تھا جس میں بنی اسرائیل حق کی اتباع کیوجہ سے اپنے زمانے کے تمام اقوام پر فوقیت اور فضیلت کی حامل قوم شمار کی جاتی تھی، اور اسے ایسی ایسی دنیوی انعامات سے نوازا گیا تھا، جسکی نظیر دیگر مسلم قوموں میں ملنی مشکل ہے۔ (آٹھ فقید المثال انعامات کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو سورہ

بقرہ ایت ۴۷ تا ۶۱)

کچھ ہی عرصہ بعد یہود کا شمار دنیا کی مبغوض ترین اقوام میں ہوا:

جب یہود نے مذکورہ بالا ان انعامات کی ناقدری کی اور اللہ تعالی کی قوانین سے بغاوت اور سرکشی پر اتر آئے، سینکڑوں خباثت سمیت انہوں نے انبیاء علیہم السلام کا بے دریغ قتل عام کیا، امام ابن کثیرؒ اورامام سیوطیؒ نے سورہ ال عمرن کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ بنی اسرائیل نے دن کے شروع میں تین سو انبیاء علیہم السلام کو شہید کر کے عصر کو اپنی دکانیں کھول دیں۔ (بحوالہ احسن الکلام)

اللہ اکبر! یہود نامسعود کی اس جراءت اور بے باکی کو دیکھ کر انکی سرکشی اور بغاوت کا اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے، قاتلهم الله حيث كانوا وخذلهم الله اين ما كانوا۔

یہود کی پچاس خباثت، اور نعمت رسالت و خلافت کا انتقال بنی اسرائیل سے بنی اسماعیل کی طرف:

اللہ سبحانہ و تعالی نے سورۃ البقرۃ آیت ۶۳ تا ۹۶ یعنی صرف ۳۱ آیات کے اندر یہود کی پچاس خباثت کو وضاحت کیساتھ بیان فرمایا ہے،

تفصیل کے لئے تفسیر احسن الکلام شیخ عبد السلام کی طرف رجوع فرمائیں

شیخ صاحب فرماتے ہیں: یہی وہ اسباب ہیں جو یہود سے نعمت رسالت اور نعمت خلافت کے انتقال کا سبب بنا بنو اسماعیل کی طرف۔

یہ وہ خباثت ہیں جنکا صرف سورۃ بقرہ میں ذکر ہوا ہے، اس کے علاوہ سورہ ال عمران، نساء، مائدہ وغیرہ سورتوں میں ان کی دیگر بے شمار خباثت کا ذکر موجود ہے۔

یہود پر دنیا میں لازوال ذلت و مسکنت اور دنیا و آخرت میں غضب الہی کا مہر ثبت کر دیا گیا ہے:

تو ان جرائم کی بدولت اللہ تعالی نے انبیاء علیہم السلام کی زبانی یہود نامسعود کو ملعون قرار دیا، اور لازوال ذلت و مسکنت اور محکومیت و مغلوبیت کا مہر ان پر ثبت فرمادیا۔

اللہ تعالی کا ارشاد مبارک ہے:

وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ ٱلذِّلَّةُ وَٱلْمَسْكَنَةُ وَبَآءُو بِغَضَبٍ مِّنَ ٱللَّهِ ۗ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا۟ يَكْفُرُونَ بِـَٔايَٰتِ ٱللَّهِ وَيَقْتُلُونَ ٱلنَّبِيِّۦنَ بِغَيْرِ ٱلْحَقِّ ۗ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوا۟ وَّكَانُوا۟ يَعْتَدُونَ (البقره ۶۱)

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع فرماتے ہیں:

آیت مذکورہ میں یہود کی سزا دنیا میں دائمی ذلت و مسکنت اور دنیا و آخرت میں عضب الہی کو بیان کیا گیا ہے، ان کی دائمی ذلت و مسکنت کا مفہوم جو ائمہ تفسیر صحابہ و تابعین سے منقول ہے اس کا خلاصہ ابن کثیر کے الفاظ میں یہ ہے کہ لایزالون مستذلین من وجد هم استذ لهم وضرب عليم الصغار يعني وہ کتنے ہی مالدار بھی ہو جائیں ہمیشہ تمام اقوام میں ذلیل و حقیر ہی سمجھے جائیں گے جس کے ہاتھ لگیں گے ان کو ذلیل کرے گا اور ان پر غلامی کی علامتیں لگادے گا، امام تفسیر ضحاک ابن مزاحم نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ان کی ذلت و مسکنت کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ هم اهل النيالات يعني لاجزية مطلب یہ ہے کہ یہودی ہمیشہ دوسروں کی غلامی میں رہیں گے، ان کو ٹیکس وغیرہ ادا کرتے رہیں گے، خود ان کو کوئی قوت واقتدار حاصل نہ ہوگا۔ (معارف القران)

پہلے دورانیہ میں یہود کو دنیا ہی میں دو مرتبہ قیامت خیز بلاکتوں کا سامنا کرنا پڑا ہے:

بعثت سے قبل کئی بار یہود کو دنیا ہی میں انکے جرائم کی سزا بگتنی پڑی:

مولانا عبد الماجد دریا آبادی فرماتے ہیں: یوں تو قوم اسرائیل کی تاریخ تباہیوں اور بربادیوں ہی کی ایک مسلسل سرگزشت ہے، تاہم دو مرتبہ کی قیامت خیز بلاکتیں تاریخ کے صفحات پر گہرے الفاظ میں نقش ہیں، ایک بار ۵۸۶ ق،م میں بخت نصر تاجدار بابل و نینوا کے ہاتھوں اور دوبارہ ۷۰ء میں رومی شہنشاہ طیطاؤس(titues) کے زمانہ میں۔ (تفسیر ماجدی ص ۶۰۶)

(تفصیل کے لئے سورہ بنی اسرائیل آیت ۳ تا ۹ ملاحظہ ہو)

بنی اسرائیل کا انجام بد: (شکلیں مسخ ہو کر خنزیر اور بندر بن جانا)

اس دورانیہ میں یہود نامسعود کا انجام یہ ہوا کہ کئی انبیاء علیہم السلام کی زبانی ملعون ٹھہرے، اور اللہ تعالی نے انبیاء علیہم السلام کی بدعا کی بدولت انکی شکلیں مسخ کر کے خنزیر اور بندر بنا کر انکو نیست و نابود کر دیا۔ خذ لهم اللہ۔

اللہ تعالی کا ارشاد مبارک ہے: لُعِنَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ مِنۢ بَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ دَاوُۥدَ وَعِيسَى ٱبْنِ مَرْيَمَ ۚ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوا۟ وَّكَانُوا۟ يَعْتَدُونَ۔ (مائدہ ۷۸)

ترجمہ: ملعون ہوئے کافر بنی اسرائیل میں کے داؤد کی زبان پر اور عیسیٰ

بیٹے مریم کی یہ اس لئے کہ وہ نافرمان تھے اور حد سے گزر گئے تھے۔
دوسری آیت میں ان بنی اسرائیل کا انجام بد ذکر کیا گیا ہے جو اس افراط و تفریط کی گمراہی میں مبتلا تھے کہ ان پر اللہ تعالی کی لعنت ہوئی، اول داؤد (علیہ السلام) کی زبان سے جس کے نتیجے میں ان کی صورتیں مسخ ہو کر خنزیر بن گئے، پھر حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی زبان سے یہ لعنت ان پر مسلط ہوئی، جس کا اثر دنیا میں یہ ہوا کہ مسخ ہو کر بندر بن گئے۔ اور بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس جگہ بتقاضائے مقام صرف دو پیغمبروں کی زبانی ان پر لعنت ہونے کا ذکر کیا گیا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ ان پر لعنت کی ابتداء حضرت موسیٰ (علیہ السلام) سے ہوئی اور انتہا حضرت خاتم الانبیاء (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ہوئی۔ اس طرح مسلسل چار پیغمبروں کی زبانی ان لوگوں پر لعنت مسلط ہوئی جنہوں نے انبیاء علیہم السلام کی مخالفت کی یا جنہوں نے ان کو حد سے آگے بڑھا کر خدا تعالی کی صفات کا شریک بنا دیا۔ (معارف القران)
الحاصل: اس دورانیہ میں یہود بے بہبود اپنی سرکشی کی وجہ سے فضل و برتری کی نہایت بلند مقام سے ذلت و خواری کی بے حد پستی میں جا گرے۔ خذلہم اللہ۔
جاری ہے۔۔۔۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَمْحُو اللَّهُ بِهِ الْخَطَايَا، وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟» قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: «إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ»

ترجمہ:
سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا میں تمہیں ایسے عمل نہ بتاؤں جن سے اللہ گناہوں کو مٹاتا اور درجات کو بلند کرتا ہے؟“

لوگوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیوں نہیں، آپ ضرور بتائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ناگواری کے باوجود مکمل وضو کرنا اور مسجدوں کی طرف زیادہ چل کر جانا اور (ایک) نماز کے بعد (دوسری) نماز کا انتظار کرنا، یہی (اسلامی) سرحد کی پاسبانی (کی طرح) ہے“

فلسطین-اسرائیل قضیہ اور پاکستانی فوج سے امیدیں

مولانا عبدالحکیم صدیقی

آج کل فلسطین اور اسرائیل کا مسئلہ دنیا میں سب سے زیادہ زیر بحث ہے، اسرائیلی یہودیوں کا فلسطین کے مسلمانوں پر ظلم و وحشت اپنے عروج پر ہے، اسرائیلی جیٹ طیارے غزہ کے مسلمانوں کی عام آبادیوں پر اندھا دھند بمباری کر رہے ہیں جس میں تعلیمی اداروں، عبادت گاہوں اور مریضوں سے بھرے ہسپتالوں کو بھی نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ علاقے سے ہجرت کرنے والی عورتوں اور بچوں کے قافلوں پر بھی اسرائیل میزائل داغ رہا ہے۔ اس بمباری میں اب تک ہزاروں فلسطینی مسلمان شہید اور ہزاروں زخمی ہو چکے ہیں جن میں اکثریت بچوں اور خواتین کی ہے۔ اس حملے میں اسرائیل نے جنگی جرائم اور انسانی حقوق کی پامالی کی وہ تاریخ رقم کی ہے جس کی نظیر تاریخ میں ملنا مشکل ہے۔

اسرائیل کی طرف سے فلسطینی مسلمانوں کی اس نسل کشی پر دنیا کا ہر مخلص مسلمان غمزدہ ہے، اور وہ یہ سوچنے پر مجبور ہے کہ آخر اس مسئلے کا کیا حل ہے؟ اسرائیل کو اس ظلم و وحشت سے کیسے روکا جائے اور اس سے مظلوم مسلمانوں کے قتل عام کا بدلہ کیسے لیا جائے؟۔

ایسے میں بہت سے لوگوں کا ذہن عالم اسلام کی فوجوں کی طرف جاتا ہے، اور ان فوجوں میں بھی سب سے پہلے پاکستانی فوج کا نام لیا جاتا ہے کہ گویا یہ فوج مظلوم فلسطینیوں کے خون کا بدلہ لے گی اور انہیں اسرائیلی یہودیوں کے ظلم سے نجات دلائے گی۔ لوگوں کا پاکستانی فوج کی طرف اس امید سے دیکھنا اس لیے کہ ان کے ذہنوں میں یہ بات بٹھائی گئی ہے کہ یہ فوج عالم اسلام کی نمبر ون بلکہ دنیا کی نمبر ون فوج ہے، اسے حرمین شریفین کی محافظ فوج بھی کہا جاتا ہے اور پاکستان کے بعض دینی حلقوں کی طرف سے اس کے تقدس کے فتوے بھی دیئے جاتے ہیں۔

لیکن یہ صرف ایک خام خیالی اور غلط فہمی ہے کہ آپ پاکستانی فوج سے اس بات کی امید لگائیں کہ وہ کسی کفری قوت سے اسلام اور مسلمانوں کا دفاع کرے گی، مظلوم مسلمانوں کو ظلم سے نجات دلائے گی اور ان کی حفاظت کرے گی، یہ خیال اس فوج کی حقیقت سے ناواقفیت کی وجہ سے لوگوں کے ذہنوں میں آتا ہے۔

اس فوج کی حقیقت یہ ہے کہ اس کی بنیاد اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت و تحفظ کے لیے نہیں بلکہ عالم کفر کے منصوبوں کے نفاذ اور ترقی کے لیے رکھی گئی تھی، پہلے یہ سلطنت برطانیہ کی خدمت گار تھی اور اب یہ فوج امریکی مفادات کے لیے اپنی خدمات پیش کرتی ہے۔ یہ فوج اس مقصد کے لیے بنائی ہی نہیں گئی تھی جس کی اس سے امیدیں لگائی جاتی ہیں، یہ فوج نہ اسلام اور نہ مسلمانوں کے مفادات کے لیے بنائی گئی تھی اور نہ ہی اس نے خود کبھی اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ یہ ایک اسلامی فوج ہے اور اسلام اور مسلمانوں کا تحفظ اس کا فریضہ ہے، بلکہ یہ ہمیشہ سے خود کو ایک نیشنل فوج "پاکستان نیشنل آرمی" کہتی ہے اور "سب سے پہلے پاکستان" کا نعرہ لگاتی ہے، جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ اگر کبھی اسلام اور پاکستان کے مفادات کا ٹکراؤ ہو گا تو یہ فوج اسلام کے مفادات کو پس پشت ڈال کر پاکستان کے مفادات کو ترجیح دے گی۔ اس کا مظہر ہم قیام پاکستان کے بعد سینکڑوں دفع دیکھ چکے ہیں۔

اس فوج نے نہ ماضی میں کبھی عالم اسلام اور مسلمانوں کو کوئی تحفظ فراہم کیا ہے اور نہ ہی مستقبل میں اس سے اس بات کی کوئی امید لگائی جا سکتی ہے، البتہ عالم کفر اور اس کے اسلام مخالف عالمی نظام کے تحفظ اور فروغ کے لیے یہ فوج پہلے بھی خدمات پیش کرتی رہی ہے اور آئندہ بھی اس سے یہی امید کی جا سکتی ہے۔ یہ فوج ہمیشہ اس انتظار میں رہتی ہے کہ کب عالم کفر کی طرف سے عالم اسلام کے کسی حصے پر چڑھائی کے لیے صدا لگائی جائے اور یہ اس پر لبیک کہتے ہوئے امریکہ کے سامنے سجدہ ریز ہو جائے۔

یہی وجہ ہے کہ اس وقت عالم اسلام میں ہر مخلص مسلمان، اسرائیل کی طرف سے فلسطینی مسلمانوں کے قتل عام پر غمزدہ ہے اور اپنی طاقت کے مطابق اس کا اظہار بھی کر رہا ہے، لیکن عالم اسلام کی "نمبر وَن" فوج کا میدان میں وجود تو دور کی بات، جیٹ طیاروں اور ٹینکوں کا استعمال تو دور کی بات، ایٹمی قوت ہونے کی حیثیت سے اسرائیل کو

کوئی دھمکی آمیز پیغام دینا تو دور کی بات، آپ کو میڈیا پر اس برائے نام اسلامی فوج کا کوئی مذمتی بیان ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملے گا "آئی ایس پی آر" جو کہ بھارت کے خلاف ڈھول باجے بجا کر گانے اور فلمیں ڈرامے ریلیز کر کے فوج کی بہادری کے جوہر دنیا کو دکھاتا رہتا ہے، وہ بھی فلسطین کے موضوع پر سکرین سے ایسا غائب ہے کہ نہ آواز آتی ہے اور نہ تصویر۔

اس خاموشی کی وجہ یہی ہے کہ یہ فوج اس مقصد کے لیے بنائی ہی نہیں گئی تھی، بلکہ اس کی بنیاد اس لیے رکھی گئی تھی کہ ضرورت پڑنے پر اسے عالم اسلام کے خلاف استعمال کیا جا سکے، اور اس کی پیدائش سے لے کر آج تک یہ فوج اسی مقصد کے لیے استعمال ہوئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اقوامِ متحدہ کی برائے نام "پیس کیپنگ فورس" میں پاکستانی فوج کی تعداد پہلے یا دوسرے نمبر پر رہتی ہے، اور اب تک یہ فوج اقوام متحدہ کی چھتری تلے متعدد اسلامی ممالک میں دسیوں آپریشنز میں حصہ لے چکی ہے جس میں ہزاروں مسلمانوں کا قتلِ عام ہوا ہے۔ اس فوج سے عالمِ اسلام کے مفادات کی امیدیں لگانا خود کو دھوکہ دینے کے مترادف ہے، یہ فوج ایسی جسارت کبھی بھی نہیں کر سکتی کہ اسرائیل کے خلاف کوئی مذمتی بیان جاری کرے، کیوں کہ یہاں معاملہ امریکہ اور اسرائیل کا ہے، اسرائیل امریکہ کا لے پالک ہے اور پاکستانی فوج امریکی غلام، آپ خود تصور کریں کہ کیا کوئی غلام اپنے آقا اور اس کے بچے کو آنکھیں دکھا سکتا ہے؟ فلسطین اور اسرائیل کے مسئلے میں پاکستانی فوج کی حیثیت کو سمجھنے کے لیے یہ ایک مثال اہلِ عقل کے لیے کافی ہے۔

جنت کا دروازہ

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: »اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ بیشک جہاد فی سبیل اللہ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے اور اس کے ذریعے اللہ تعالی رنج و غم سے نجات دلاتا ہے۔« (صحیح، احمد، طبرانی، حاکم)

قرآن میں جہاد فی سبیل اللہ کے ضمن میں اللہ تعالی فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰي مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ (سورة التوبه:١١١)

ترجمہ: «بلاشبہ اللہ تعالی نے مسلمانوں سے ان کی جانوں کو اور ان کے مالوں کو اس بات کے عوض میں خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی۔»

کفر کا اتحاد اور ٹکڑوں میں بٹے مسلمانوں کا احتجاج

عبداللہ مجاہد

جو عنوان دیا گیا ہے یہ ایک ایسا موضوع ہے جس کے درجنوں پہلو ہیں، ابھی فلسطین کا ہی موضوع دیکھ لیں کہ اس میں بھی کسی مسلم ملک کی طرف سے کوئی جاندار یا عملی ردعمل نہیں آیا۔
بہت دن ہوئے ایک لطیفہ پڑھا تھا کہ "اقوام متحدہ میں اگر ایک بڑی اور ایک چھوٹی طاقت کا مسئلہ آتا ہے تو چھوٹی طاقت غائب ہو جاتی ہے، اگر دو چھوٹی طاقتوں کا مسئلہ آتا ہے تو مسئلہ غائب ہو جاتا ہے اور اگر دو بڑی طاقتوں کا مسئلہ آجائے تو اقوام متحدہ خود غائب ہو جاتی ہے"۔

حالیہ جو فلسطین اور اسرائیل کی جنگ جاری ہے اس کا آغاز بھارت میں جی-۲۰ اجلاس سے شروع ہوتا ہے جس میں ایک اقتصادی راہداری کا منصوبہ بنایا گیا، جس کے مطابق جنوبی ایشیا سے بھارت کے راستے عرب ممالک اور وہاں سے اسرائیل کے راستے یورپ تک رسائی کی حکمت عملی بنائی گئی۔ یہی وہ موقع تھا جس کے ذریعے اسرائیل اور سعودیہ کے درمیان دوستی کا آغاز ہونے لگا تھا اور اسرائیل کا ایک اعلی سطحی وفد کے دورے کا اعلان کیا گیا۔

حماس جو کہ اس ساری صورتحال پر نظر رکھے ہوئے تھی، نے اسرائیل پر ہزاروں راکٹوں سے حملہ کر دیا، جس کے جواب میں اسرائیل نے بزدلانہ کارروائی کرتے ہوئے غزہ کے رہائشی علاقوں اور ہسپتالوں پر بمباری شروع کر دی۔ معصوم بچوں، خواتین اور عام لوگوں پر بدترین بمباری شروع کر دی اور ہزاروں بچوں اور خواتین تک کو شہید کر دیا۔ یہ ظالمانہ کارروائی اب جب میں یہ تحریر لکھ رہا ہوں جاری ہے۔

دوسری طرف تقریباً تمام مسلم حکمرانوں کا عمل بھی مایوس کن رہا ہے۔ او آئی سی ہے تو ہمیشہ کی طرح ردعمل، مذمت اور مطالبات کے بیان کی حد تک... مسلم ممالک بھی مذمت کر کے اس مسئلے سے بری الذمہ ہو گئے ہیں... مصر کے جنرل سیسی نے تو مغربی غلامی کی ساری حدیں پار کر دیں، جنگ زدہ علاقوں کے مظلوم فلسطینیوں کا مصر میں داخلہ بند کر دیا اور بیان جاری کیا کہ غزہ کے لوگ اپنے علاقوں میں ہی ڈٹ کر مقابلہ کریں... یہی نہیں بلکہ تمام مسلم حکمران فلسطین کے معاملے میں تماشائی کا کردار ادا کر رہے ہیں۔

افسوس ناک حقیقت ہے کہ مسلم ممالک کے حکمرانوں کی عالمی سطح پر کوئی حیثیت ہی نہیں رہی۔

جب سے مسلمانوں نے غیر اسلامی حکمرانی اور معاشی نظام قبول کیا ہے سب کے سب غلامی اور ذلت کی پستیوں میں جا گرے ہیں۔ اقوام متحدہ جو درحقیقت عالمی طاقتوں کی غلامی کا کردار ادا کر رہا ہے، نے مسلمانوں کا ایک بھی مسئلہ حل نہیں کیا۔ چاہے فلسطین ہو، کشمیر ہو، میانمار ہو یا شام... ہر طرف اقوام متحدہ نے صرف مغربی مفادات کا تحفظ کیا ہے۔ یہ عجیب نظام ہے کہ دنیا بھر کے ممالک کے فیصلے کرنے کا اختیار صرف پانچ ممالک کو حاصل ہے۔ یاد رہے کہ اقوام متحدہ کے کسی بھی فیصلے کو منظور کرنے کے لیے امریکہ، روس، چین، فرانس اور برطانیہ کا رضامند ہونا ضروری ہے۔ حیرانی کی بات یہ ہے کہ ان ویٹو ممالک میں ایک بھی مسلم ملک شامل نہیں ہے۔ ترک صدر رجب طیب اردگان اکثر اقوام متحدہ میں یہ بیان دیتے ہیں کہ اقوام متحدہ پر پانچ ممالک کا قبضہ ہے اور دنیا پانچ ممالک سے زیادہ بڑی ہے، لیکن بیان بازی سے آگے ہم آج تک نہیں گئے۔

کیا یہ منظر دنیا نے نہیں دیکھا کہ امریکی صدر اسرائیل کی ظالمانہ کارروائیوں کے باوجود اسرائیل کی حمایت اور اس سے اظہار یکجہتی کے لیے اسرائیل پہنچ گیا، کیا اب بھی امریکہ کی اسلام اور مسلمان دشمنی میں کوئی شک و شبہ رہ جاتا ہے؟۔ فلسطین جیسے اہم معاملے پر بھی ہم صرف بیان دے کر سمجھ رہے ہیں کہ ہم نے حق ادا کر دیا، چند ممالک اس سے زیادہ یہ کر دیتے ہیں کہ کمبل خیمے اور خوراک وغیرہ بھیج دیتے ہیں اور مسلم ممالک کے عوام بڑی تعداد میں احتجاج اور بیان بازی کرتے ہیں لیکن یہ مسئلے کا حل نہیں ہے۔

مسلمانوں کی طاقت احتجاج نہیں جہاد ہے، جی ہاں! جہاد سے ہی مسلمانوں کو ہمیشہ کامیابی ملی ہے۔ احتجاج کو کئی دہائیوں سے فلسطین، کشمیر اور برما میں جاری ہے لیکن جہاد کی برکت سے مسلمانوں نے صرف بیس سال میں ساری دنیا کے کفر کو شکست دے دی ہے۔
فلسطینیوں کی مدد جہاد سے کرنی ہو گی، تبھی فلسطین آزاد ہوگا اور مسلم ممالک کو اپنی حیثیت بنانے اور آپس میں اتحاد کے لیے ایک آزاد مسلم اقوام اتحاد بنانا ہو گا جو کسی بھی دباؤ سے

آزاد صرف مسلم مما لک کے اجتماعی مفاد اور اتحاد کے لیے کام کرے۔ او آئی سی اور وہ تمام تنظیمیں جو اقوام متحدہ کے زیر اثر کام کر رہی ہیں وہ اپنے مقاصد میں ناکام ہو چکی ہیں۔ مسلم مما لک کو اسلام اور مسلمانوں کے تحفظ کے لیے مضبوط اتحاد قائم کرنا ہو گا تبھی کشمیر کے مسلمان بھی آزاد ہونگے اور مسجد اقصی بھی آزاد ہو گی اور روہنگیا اور دیگر مظلوم مسلمانوں کے مسائل بھی حل ہونگے۔

ایک بات یہ بھی دھیان میں رہے کہ مسجد اقصی صرف فلسطینی مسلمانوں کا مسئلہ نہیں بلکہ پوری امت کا مسئلہ ہے۔ فلسطین صرف ایک زمین یا ملک کا نام نہیں بلکہ یہ مسلم امت کا ورثہ ہے۔ مسجد اقصی اور فلسطین کی اہمیت اور فضیلت پر نظر ڈالیں گے تو اسکی حیثیت اور مقام کا اندازہ ہوتا ہے۔

جیسا کہ...

مسلمانوں نے ۱۶ ماہ کے قریب مسجد اقصی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی۔

مسجد اقصی مسجد حرام (بیت اللہ شریف) اور مسجد نبوی کے بعد دنیا کی مقدس ترین مسجد ہے۔

مسجد اقصی کی تعمیر حضرت سلیمان علیہ السلام نے انسانوں اور جنات کی مدد سے بھاری بھر کم پتھروں کے ستون جنات کی مدد سے کی۔

مسجد اقصی میں ایک نماز پڑھنے سے پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔

مسجد اقصی سے ہی حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوری دنیا کے انسانوں، جنات، درندوں، پرندوں، ہوا اور پانی پر حکومت کی۔

مسجد اقصی میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو امامت کرائی۔

مسجد اقصی سے ہی آپ صلی علیہ وسلم نے آسمانوں کی جانب سفر کیا، جہاں آپ کو جنت، جہنم اور عرش اعظم دکھایا گیا۔

مسجد اقصی میں دجال داخل نہیں ہو سکے گا۔

مسجد اقصی میں امام مہدی نماز پڑھائیں گے اور حضرت عیسی علیہ السلام ان کی امامت میں نماز پڑھیں گے۔

روایات کے مطابق حضرت ابراہیم، حضرت یعقوب، حضرت اسحاق، حضرت یوسف، حضرت یونس، حضرت موسی اور حضرت لوط علیہم السلام کی قبریں فلسطین میں واقع ہیں۔

معروف بزرگ خاتون حضرت رابعہ بصری اور برصغیر کے معروف حریت پسند لیڈر اور تحریک آزادی کے راہنماء مولانا محمد علی جوہر کی قبر بھی فلسطین میں واقع ہے۔

آخری جنگ فلسطین میں ہو گی، فلسطین میں لد کے مقام پر حضرت عیسی علیہ السلام دجال کو قتل کریں گے۔

یہ یاد رہے کہ موجودہ اسرائیل حقیقت میں فلسطین کی سرزمین ہے۔



فلسطین کی حالیہ صورتحال کے حوالے سے مولانا قاری شعیب حفظہ اللہ کے ساتھ انٹرویو

سلسلہ انٹرویوز میں اس مرتبہ فلسطین کے حوالے سے تحریک طالبان پاکستان کے رہبری شوریٰ اور اعلامی کمیشن کے رکن محترم مولانا قاری شعیب حفظہ اللہ کا انٹرویو شامل کیا گیا ہے۔

ٹیم مجلہ طالبان: سب سے پہلے ہمارے قارئین کے ساتھ اپنا تعارف کروائیں!

قاری شعیب صاحب: میرا نام محمد شعیب بن محمد شریف ہے، باجوڑ قبائلی علاقہ سے میرا تعلق ہے، قومی حوالے سے ماموند بادین خیل ہوں۔ درسِ نظامی سے فراغت ۱۴۲۱ھ دارالعلوم کراچی سے ہوئی، موقوف علیہ جامعہ بنوریہ سائٹ کراچی میں پڑھا ہے اور تخصص فی الفقہ جامعہ اشراف المدارس کراچی سے کیا ہے۔ باقی اسباق خیبر پختونخوا کے مختلف مدارس (دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، دارالعلوم سرحد پشاور، دارالعلوم تعلیم الاسلام ویسہ اٹک، دارالعلوم مٹہ سوات وغیرہ) میں پڑھے ہیں۔ حفظ اور تجوید دار القرآن الکریم خیبر روڈ پشاور کینٹ میں قاری روح اللہ مدنی صاحب کے مدرسے میں کی ہے۔ تکملہ کی کتابیں امارت اسلامی افغانستان کے جہادی مدرسہ جامعہ فاروقیہ جلال آباد میں جامع المعقول والمنقول مولانا سید قریش صاحب رحمہ اللہ (صوابی یار حسین) اور قاضی محمد آمین صاحب رحمہ اللہ اور دیگر مشائخ سے پڑھی ہیں۔ عسکری تربیت سنہ ۱۹۹۸ء میں کابل کی ریش خور چھاؤنی میں حرکۃ المجاہدین کے معسکر "خالد بن ولید" میں استاد مولوی عبید اللہ گلگتی سے حاصل کی اور میری ابتدائی جہادی تشکیل کابل کے خط اول "قلعہ مرادبیگ" کو ہوئی۔

فراغت کے بعد تقریبا ۱۲ سال تک دورۃ الحدیث تک تدریس کی ہے، تقریبا سات سال جامعۃ الرشید کراچی کے معہد الرشید العربی میں تدریس کی اور باقی تدریسی خدمات کراچی کے دیگر مدارس میں سرانجام دیں۔ امارۃ اسلامیۃ (اعزھا اللہ) کے سقوط کے بعد جب دوبارہ جہادی صفیں منظم ہوئیں تو ہمارے علاقے میں مہاجر شیخ الحدیث مولانا دوست محمد شہید رحمہ اللہ (سابق والیٔ نورستان) امارت کی طرف سے کنڑ اور نورستان کے لئے جہادی مسئول مقرر ہوئے، تو ہمارے علاقے میں پرانے اور نئے مجاہدین نے شیخ صاحب رحمہ اللہ کی ہاتھ پر جہادی بیعت کی، میں نے بھی شیخ صاحب رحمہ اللہ کے ہاتھ پر جہاد کی بیعت کی۔ شیخ صاحب رحمہ اللہ کے ساتھیوں نے بیک وقت کنڑ، نورستان اور باجوڑ میں جہادی فعالیتیں شروع کیں۔ میں چونکہ کراچی میں تدریس کر رہا تھا اور فیملی سمیت وہاں رہائش پذیر تھا، تو میں شیخ صاحب کی ہدایات کے مطابق کراچی میں جہاد اور مجاہدین کی خدمت کرتا رہا، ۲۰۰۷ء میں پاکستان کی خفیہ ایجنسیوں نے مجھے گرفتار کیا، رہائی کے بعد بھی وہیں درس و تدریس اور جہادی خدمات کو جاری رکھا، جب ہمارے علاقے کے مجاہدین نے اپنے علاقے سے ہجرت کی تو اس وقت باجوڑ کے مجاہدین کے امیر (جس کا تعلق بھی شیخ دوست محمد رحمہ اللہ کے گروپ سے تھا) نے چند ساتھی شیخ صاحب رحمہ اللہ کے پاس بھیجے تھے، اور شیخ صاحب رحمہ اللہ سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ مجھے ساتھیوں کی طرف ہجرت کرنے کا امر کریں، شیخ صاحب رحمہ اللہ نے ان کے مطالبے سے اتفاق کر کے تشکیل والے ساتھیوں کی وساطت سے مجھے صوتی پیغام بھیجا، جس میں مجھے ہجرت کرنے کی ہدایات تھیں، غالباً یہ

۲۰۱۳ء تھا،میں نے امر کی تعمیل کرتے ہوئے ہجرت کی، مہینہ ڈیڑھ بعد باجوڑ کے حلقہ کی طرف سے تحریک کی رہبری شوریٰ میں میری تشکیل ہوئی، جس کو اس وقت "عالی شوریٰ" کہا جاتا تھا اور ابھی تک رہبری شوریٰ میں رکن ہوں، رہبری شوریٰ رکن ہونے کے ساتھ ساتھ میں نے سیاسی شوریٰ اور اعلامی کمیشن کے مسؤل کے حیثیت سے بھی کام کیا ہے، اور ابھی بھی فعلاً اعلامی کمیسیون کا رکن ہوں۔

ٹیم مجلہ طالبان: اسرائیل پر حالیہ حملے کے حوالے سے تحریک طالبان پاکستان کے موقف سے آگاہ کریں!

قاری شعیب صاحب: تحریک طالبان پاکستان مسئلہ فلسطین کے حوالے سے وہی موقف رکھتی ہے جو کہ پوری اسلامی امت کا موقف ہے، اسرائیل ایک غاصب ریاست ہے، فلسطینیوں سے غصب کی ہوئی زمین پر قائم کی گئی ہے، غزہ کی پٹی اور مغربی کنارے کی جو تھوڑی سی سرزمین فلسطینی مظلوم مسلمانوں کے ہاتھ میں باقی ہے ظالم و غاصب اسرئیل اس پر بھی قبضہ کرنا ضروری سمجھتا ہے، اور اس ہدف کے حصول کے لئے اسرائیلی فوجیوں کے ناپاک ہاتھوں کے ذریعے فلسطینی مسلمانوں کی شہادت اور دنیا کے مختلف اطراف سے نئے یہودیوں کے لانے اور فلسطینیوں کی زمینوں اور گھروں پر ان کی آبادکاری کا سلسلہ تسلسل کے ساتھ جاری ہے، حماس والوں کے پاس سوا اس کے کہ ان غاصبوں پر حملہ کریں کوئی اور راستہ ہے ہی نہیں، ویسے بھی اسرائیل فلسطینیوں کو شہید کرنے یا جلاوطن کرنے کا سلسلہ کسی بھی صورت نہیں چھوڑنا چاہتا، اسی ہی کے لئے دنیا کے مختلف اطراف سے یہودی جمع ہو رہے ہیں، اور یہ ان کا بنیادی نظریہ ہے۔

ٹیم مجلہ طالبان: فلسطین پر اسرائیلی جارحیت کا تاریخی پس منظر کیا ہے؟

قاری شعیب صاحب: انیسویں صدی کے اواخر میں یہودی صیہونی تحریک نے سرزمین فلسطین پر خالص یہودی ریاست بنانے کی تحریک شروع کی، ۱۸۹۷ء میں سویزرلینڈ کے بال شہر میں (تیوڈور ہیرتزل یہودی کی قیادت میں اجلاس ہوا، جس میں اس پلان پر بات ہوئی کہ سرزمین فلسطین میں یہودی قومی ریاست کی بنیاد رکھی جائے، اس وقت انہوں نے کوشش کی کہ سلطنت عثمانیہ کے فرمان روا سلطان عبد الحمید رحمہ اللہ کو بھی اس بات پر رضامند کرلیں، اور وہ اس بات کی اجازت دیں، تاکہ دنیا کے دیگر خطوں سے یہودی فلسطین کو ہجرت کریں، سلطان عبد الحمید کو یہ بات بہت بری لگی، اور انہوں نے ایک مستقل قانون اعلان کیا کہ یہودیوں کو فلسطین ہجرت کرنے کی اجازت نہیں ہوگی، ۱۹۱۷ء میں یہود کے خیراتی ادارے کے سربراہ (روتشیلڈ) نے برطانیہ کے وزیرِ خارجہ (مسٹر بلفور) سے ایک مکتوب وصول کیا، جس میں اس بات کا عہد کیا گیا تھا کہ فلسطین میں یہود کے لئے ایسی ریاست قائم کی جائے گی، جس میں یہود کے علاوہ کسی اور کے لئے رہنے کا حق نہیں ہوگا، ۱۹۲۰ء میں جب برطانیہ نے فلسطین پر قبضہ کیا تو یہود نے مطالبہ کیا کہ ان کے ساتھ کیا ہوا وعدہ پورا کیا جائے!

صیہونسٹ تحریک نے برطانوی استعمار کے تعاون سے فلسطین میں یہودی سکولوں کے منظم انداز میں چلانے کی بہانے ایک تنظیم بنالی، جس نے اپنی سوسائٹی کے لئے عربی اور انگلش کے ساتھ عبرانی زبان کو بھی قانونی حیثیت دی، اور پھر پوری دنیا سے یہودیوں کو فلسطین ہجرت کرنے کی ترغیب اور تحریض دی، جب فلسطینیوں کو پوری دنیا سے فلسطین کی طرف یہودیوں کے ہجرت کرنے اور وہاں پر قبضہ کرنے کا ادراک ہوا تو فلسطینیوں نے انگریزوں اور یہود دونوں کے خلاف قیام کیا، سب سے بڑا قیام ۱۹۳۶ء میں ہوا، انگریز سامراج ان کے کنٹرول کرنے سے عاجز ہوا، اس لئے انگریز سامراج نے سازش کرکے مطالبہ کیا کہ موضوع مذاکرات کے ذریعے حل کیا جائے، تو (لورڈ بیل) کی قیادت میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی، جس نے طویل غور و خوض کے بعد فیصلہ کیا کہ فلسطین کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے، ایک حصہ عربوں کا، ایک یہود کا، اور ایک حصہ (جس میں مقدس مقامات ہیں، وہ) اقوام متحدہ کے زیرِ کنٹرول رہے گا۔ اور یہود کا فلسطین کی طرف ہجرت کرنا محدود کیا جائے گا، لیکن عرب مسلمانوں نے اس تجویز کو مسترد کیا، جب برطانوی سامراج ان کے کنٹرول کرنے سے عاجز آیا، تو ۱۹۳۹ء میں برطانوی سامراج نے لندن میں اس حوالے سے ایک اجلاس بلایا، لیکن عرب مسلمانوں نے برطانوی سامراج کی تمام تجاویز مسترد کیں، ۱۹۴۷ء میں قضیہ فلسطین اقوام متحدہ میں پیش کیا گیا، اقوام متحدہ نے فیصلہ کیا کہ فلسطین کو دو ریاستوں میں تقسیم کیا جائے، ایک یہودی ریاست اور دوسرا عربی ریاست، اور مقدس مقامات کے معاملات کو اقوام متحدہ کی ہدایات کے مطابق سرانجام دیا جائے گا۔ عرب دنیا نے اس تقسیم کو بھی رد کردیا اور فلسطینی عوام اور

عرب مسلمانوں نے انگریزوں اور یہودیوں کے خلاف مسلح جنگیں شروع کیں، جب ۱۵ مئی ۱۹۴۸ء کو فلسطین پر برطانیہ کا قبضہ ختم ہوا، تو اِسی دن فلسطین میں یہودیوں نے اسرائیل نامی ریاست کے قیام کا اعلان کیا، عربی دنیا کے عوام نے فلسطین کو بچانے کے لئے اسرائیل کے خلاف قیام کیا، مسلح جنگیں ہوئیں، یہاں تک کہ لڑائی اسرائیل کے مرکز تل ابیب تک پہنچ گئی، اقوام متحدہ نے مداخلت کی اور سلامتی کونسل نے طرفین کے درمیان جنگ بندی کروائی، لیکن طرفین کے درمیان مسئلہ لاینحل چھوڑ دیا گیا، بلکہ اسرائیل نے ۱۹۴۷ء تک فلسطین کے زیادہ تر وسیع علاقے پر قبضہ کیا، بلکہ سوریہ کے جولان کی پہاڑوں اور نہر سویس کی قریب مشرقی کنارہ اور مصر کے صحرا سینا پر بھی قبضہ کر لیا، اور اسرائیل کی جانب سے فلسطین کا قبضہ ایک بین الاقوامی موضوع بن گیا، اور اسرائیل کو ان تمام مظالم، غاصبانہ کردار او بدمعاشیوں میں عالمی طاقتوں خصوصاً امریکا اور برطانیہ کا کھل کر مکمل سپورٹ اور تعاون حاصل ہے، بلکہ اسرائیل کا وجود ان عالمی طاقتوں کی مرہونِ منت ہے، اگر آج یہ عالمی طاقتیں اسرائیل کے تعاون سے ہاتھ کھینچ لیں تو یہ اپنے آپ کو مٹانے سے نہیں بچا سکتا، اگر چہ ہمارا عقیدہ ہے کہ ان عالمی طاقتوں کی حمایت کے باوجود بلکہ دجال (جس کے پاس محیر العقول اور خرق عادت طاقت ہوگی، وہ) بھی اسرائیل کو مٹانے سے نہیں بچا سکے گا، البتہ مسلمانوں پر ایک ابتلاء اور امتحان ہے، لیکن آخری فتح مجاہدینِ اسلام کی ہوگی، اور یہ مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ہے۔

یہود کا عقیدہ ہے کہ ارضِ فلسطین ہمارے لئے ارضِ موعود ہے، اور ہم یہاں عظیم اسرائیل بنائیں گے، اور اس مقصد کے حصول کے لئے پوری دنیا میں انھوں نے شر اور فساد مچایا ہے، پوری دنیا میں لادینیت، فحاشی و عریانی، شراب خوری اور خاندانی نظام و اقدار کو تباہ کرنا اور تمام ادیان اور مذاہب سے لوگوں کا اعتماد اٹھانا تا کہ دین و مذہب کی بنیاد پر کوئی ان کے گریٹر اسرائیل (جو کہ نیل سے لیکر فرات تک ہے) اور مسجد اقصی کی جگہ ہیکل سلیمانی کو تعمیر کرنے میں زیادہ رکاوٹ نہ بنیں، سیکولرزم اور مغربی جمہوریت کے لئے کام کرنا اور اس کو ایک اچھے عقیدے اور فکر اور اچھے نظام کی شکل میں پیش کرنے کا مقصد بھی یہی ہے کہ نعوذ باللہ اللہ کی حاکمیت سے لوگوں کا عقیدہ اٹھ جائے، مذہب او مذہبی اَقدار و مقدسات کی کوئی ایسی اہمیت نہ رہے جس کے لئے لوگ قربان ہونے کے لئے تیار ہو جائیں، لیکن ہمارا عقیدہ ہے کہ فلسطین اور بلادِ شام وہ مبارک سر زمین ہے جس میں کفر و اسلام کی تاریخی معرکے ہوں گے، اہلِ باطل کی قیادت دجال کرے گا، اور اہلِ حق کی قیادت امام مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسی علیہ السلام کریں گے، اور یہاں یہود کا خاتمہ ہو گا، حتی کہ حجر اور شجر بھی آواز دیں گے کہ اے مجاہد! آجاؤ میرے پیچھے یہودی چھپا ہے اس کو قتل کر دو۔

ٹیم مجلہ طالبان: تحریک طالبان پاکستان عالمی مسائل پر خاموش رہتی ہے، مگر یہاں وہ حماس کی کم ہی سہی مگر حمایت یا اسرائیل کی مخالفت کر بیٹھے، اس کی کیا وجہ ہے؟

قاری شعیب صاحب: یہ بات واضح ہے کہ تحریک طالبان پاکستان کی جنگ صرف اور صرف پاکستانی سیکیورٹی اداروں کے خلاف ہے، اور تحریک کا کوئی خارجی ایجنڈ نہیں ہے، لیکن قضیہ فلسطین پوری اسلامی امت کا مسئلہ ہے، یہ تنہا فلسطینیوں یا عربوں کا مسئلہ نہیں، اور تحریک طالبان پاکستان بھی اسلامی امت کا حصہ ہے۔

ٹیم مجلہ طالبان: کیا فلسطین یا مسجد اقصی کا مسئلہ ملکی یا تنظیمی مسئلہ ہے؟

قاری شعیب صاحب: نہیں، مسجد اقصی کا مسئلہ نہ ملکی ہے اور نہ تنظیمی اور گروہی ہے، بلکہ یہ پوری امت کی سطح پر ایک اسلامی قضیہ ہے۔

ٹیم مجلہ طالبان: ان حالات میں ریاست پاکستان کی خاموشی کو آپ کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

قاری شعیب صاحب: پاکستان پر مسلط طبقہ (اور بالخصوص پاکستان پر مسلط اور قابض اسلام دشمن فوج) تاریخی اعتبار سے یہود و نصاریٰ کا غلام رہا ہے، ہمیشہ عالمی کفری طاقتوں کے لئے کرایہ کے طور پر استعمال ہوا ہے، اور ہمیشہ سے کسی عالمی چپقلش میں کرایہ لیکر کام کرتا ہے، آج بھی اسی طرح کردار ادا کرے گا، ان سے کسی اچھے کردار ادا کرنے کی توقع نہیں ہے، پاکستان کی فوجی اور عمومی سیاسی قیادت عالمی اسٹیبلشمنٹ کے زیر اثر بلکہ کنٹرول میں ہوتی ہے، ہر کوئی اپنے دورِ اقتدار میں عالم کفر کے ایجنڈے کو آگے لے جاتا ہے اور اپنی قوم کا خون چوس کر خوب کرپشن کر کے اپنی پاری کو پورا کرنے کے بعد لندن یا مغرب کے کسی اور ملک منتقل ہو جاتا ہے۔

ٹیم مجلہ طالبان: تقریباً تمام پاکستانی بھائیوں کی ہمدردیاں فلسطین یا حماس کے ساتھ ہیں، کیا ریاست پاکستان انہیں وہاں لڑنے کی اجازت دیگی؟

قاری شعیب صاحب: نہیں، میرا نہیں خیال کہ ایسا ہو گا، کیونکہ پاکستان پر مسلط ٹولہ (یعنی فوجی اور سیاسی قیادت) خطے میں بڑی قوتوں خصوصاً یہود و نصاریٰ کے مفادات کے لئے کرایہ پر کام کرتے ہیں، ان کی تاریخ ہے کہ بڑی طاقتوں سے ڈالروں کی وصولی کے بدلے میں اسلامی قوتوں کو کچلتے ہیں، اور ان کے لئے بے شمار مشکلات پیدا کرتے ہیں، بلکہ پاکستانی فوج (جو کہ انگریز کے دور میں ہندوشاہی فوج ہوتی تھی، انہی) کی قربانیوں کی وجہ سے فلسطین اور اسلامی سرزمینوں کے دفاع کا آخری مورچہ (سلطنت عثمانیہ) سقوط کر گیا۔

اور پھر پاکستان اور اسرائیل قائم ہونے کے بعد بھی ایک پاکستانی جرنیل نے فسلطین مہاجرین کے ایک کیمپ پر بمباری کر کے ہزاروں فلطینی مسلمان پناہ گزینوں کو شہید کیا۔

ٹیم مجلہ طالبان: ایسے حالات میں لاچار مجاہدین، جو کسی بھی وجہ سے محاذ پر نہیں جاسکتے، کا کیا فرض بنتا ہے؟

قاری شعیب صاحب: اگر مجاہدین فلسطین کے محاذ میں عملاً شرکت نہیں کر سکتے تو کوشش کریں کہ ان کے ساتھ مالی تعاون کریں، ان کے حوالے سے مسلمانوں میں بیداری پیدا کریں، اور سب سے اہم بات مسلمانوں پر مسلط مقامی طاغوتی ٹولوں کے خلاف جاری جہادوں میں بھرپور حصہ لیں، عالم اسلام کا سب سے بڑا مسئلہ ان پر مسلط کردہ مقامی طاغوتی فوجی اور سیاسی قیادت ہے، خاص کر پاکستان کی طاغوتی قوتیں اگر شکست کھاجائیں تو یہ صرف پاکستان کی آزادی نہیں بلکہ پوری اسلامی دنیا کی آزادی ہے۔

ٹیم مجلہ طالبان: اس حوالے سے آپ کا مجاہدین اور عوام الناس کو کیا پیغام ہے؟

قاری شعیب صاحب: مجاہدین اور مسلمان عوام کو ہمارا یہی پیغام ہے کہ ایک دوسرے سے تعاون کرتے رہیں، اور تمام اسلامی قضایا میں خصوصاً مسئلہ فلسطین (جو کہ پوری امت کا مسئلہ ہے، اس) میں بھرپور حصہ لیں، اسرائیلی مظالم اور قضیہ فلسطین کے حوالے سے مسلمانوں کے اندر خوب بیداری پیدا کریں۔

مسئلہ فلسطین اور اٹھاون اسلامی ممالک!

مولانا ابو محمد آفریدی

بسم اللہ، نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد: فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم، ﴿وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ٧٥﴾

ایک صدی بالخصوص ۷۵ سال سے ارض الانبیاء، ارضِ مقدسہ (فلسطین) میں مسلمانوں کے ساتھ جو کچھ ہورہا ہے وہ کوئی چھپی کہانی نہیں، ایک طرف جدید اسلحہ سے لیس ظلم ترین یہودی صیہونی ہیں جن کی امریکہ سمیت پورا عالمِ کفر عسکری، مالی، سیاسی، سفارتی، اخلاقی طور پر سپورٹ کررہا ہے، امریکی صدر تک یہودیوں کے لیے جھوٹا پروپیگنڈہ کررہے ہیں کہ یہودیوں کے سر فلسطینی ظالمانہ طور پر قلم کررہے ہیں، پہل فلسطینیوں نے کی ہے، فلسطینی بے رحمانہ راکٹ داغ رہے ہیں، وغیرہ وغیرہ، جبکہ دوسری طرف چھوٹے سے علاقے "غزہ" میں سالہا سال سے محصور بے یار ومددگار نہتے فلسطینی ہیں، جن کے حق میں بولنے تک کے لیے ۵۸ اسلامی ممالک کے حکمرانوں میں کماحقہ آواز اٹھانے والا کوئی نہیں، اسلحہ تو چھوڑئے انہیں دوائی، خوراک اور ضروریاتِ زندگی تک پہنچانے کے لئے کوئی قدم نہیں بڑھاتا۔

حالانکہ غزہ کی صورت حال انتہائی مخدوش ہے، ۷ اکتوبر سے اب تک ہزاروں فلسطینی یہودیوں کی اندھادھند بمباری میں شہید ہوچکے ہیں، جن میں اکثریت بچوں اور عورتوں کی ہے، یہودی مختلف زایوں سے فلسطینی مسلمانوں کی نسل کشی میں مصروف ہیں، ہسپتالوں کو بمباری کا نشانہ بنایا جارہا ہے، ایک ہی ہسپتال میں ایک ہزار سے زائد فلسطینیوں کو بمبار کرکے شہید کیا جاچکا ہے، ڈاکٹروں کو خصوصیت کے ساتھ شہید کیا جارہا ہے، تاکہ زخمیوں کا علاج نہ ہوسکے، صیہونیوں کی طرف سے فلسطینیوں کی بجلی کاٹ دی گئی ہے اور ان کا پانی روک دیا گیا ہے، مجبور ولاچار فلسطینی زخمی بوڑھے، بچے اور عورتیں پانی کی ایک ایک بوند کے لئے ترس رہے ہیں، جبکہ دیگر ضروریاتِ زندگی کو بھی غزہ کی جانب نہیں جانے دیا جارہا ہے، عالمی دہشت گردوں کی سرپرستی میں یہودیوں کی بمباری سے اب تک ہزاروں فلسطینیوں کے گھر اور مارکیٹس ملبے کا ڈھیر بن چکے ہیں۔

یہ تو موجودہ صورت حال مشت نمونہ خروار تھا، جبکہ ۲۰۰۷ میں یہودیوں کی بمباری میں ۱۳ ہزار سے زائد فلسطینی شہید ہوچکے ہیں، اور گزشتہ نصف دہائی سے یہودیوں کے ظلم وزیادتی کی وجہ سے ۵۹ لاکھ فلسطینی مختلف ممالک میں دربدر کی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں، بارہا کوششوں کے باوجود انہیں اپنے وطن واپس نہیں آنے دیا جارہا ہے، یہودیوں کی طرف سے کئی بار بیت المقدس کی بے حرمتی کی جاچکی ہے، بیت المقدس کو گرانے کا یہودی منصوبہ شہرت کی بلندیوں کو چھو رہا ہے، مگر اسلام کی طرف منسوب ۵۸ ممالک کی دنیا کے نقشے پر موجودگی بے معنی دکھائی دے رہی ہے، اور زیادہ قرینِ قیاس یہ ہے کہ بعض اسلامی ممالک کی دلچسپی لینے اور بعض کی دلچسپی نہ لینے کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ غزہ کی صورت حال مزید بگاڑ کی طرف گامزن ہے، بلکہ اس کی وجہ سے مسلمانانِ عالم میں خاصا اضطراب پایا جاتا ہے۔

معزز قارئین! اللہ تعالیٰ نے اسلامی ممالک کو ایسی موقعیت اور وسائل سے نوازا ہے کہ اگر مسلمانوں میں فقط اتفاق واتحاد ہوتا تو مسلمانوں کے مقابلے میں ۰.۰۵ فیصد صیہونی یہودیوں کو چھوڑئے پورا عالم کفر بھی مسلمان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی، مگر بدقسمتی سے مسلمان ایک صدی سے نااتفاقی کے انتہاء کو پہنچ گئے ہیں، عثمانیوں کی "اسلامی خلافت" ختم کئے جانے کے بعد سے گویا مسلمان یتیم سے ہوگئے ہیں، فلسطین سمیت تمام اسلامی قضایا (جیسے برما، کشمیر، کوسوو) میں کوئی بھی اسلامی ملک بحیثیت مدعی ومدافع سامنے نہیں آنا چاہتا۔ حتی تنظیم تعاون اسلامی (او آئی سی) جو خود کو مسلمانوں کے مفادات کے تحفظ کے لئے کام کرنے کی دعویدار ۵۸ اسلامی

ممالک کی تنظیم کہتی ہے وہ بھی کفار کے ظلم میں ڈوبے مذکورہ خطوں کے لئے کوئی مؤثر آواز تک نہیں اٹھاتی۔

اگر آج تمام اسلامی ممالک (یا کم از کم وہ ممالک جو عسکری اور اقتصادی طور پر مضبوط ہیں) کی قیادت ایسے لوگوں کے ہاتھ میں ہوتی جن کے دل اسلامی جذبات سے بھرے ہیں تو آج مسلمانوں کو اس ناگفتہ بہ صورت حال کا سامنا نہ کرنا پڑتا، آج اگر کوئی اسلامی ملک دور دراز یا پڑوسی مسلمانوں کا تعاون کرنا بھی چاہے تو پڑوسی برائے نام اسلامی ملک اس کی راہ کی سب سے بڑی رکاوٹ ثابت ہوتا ہے۔

اس لئے تمام تر مسائل کا حل یہ ہے کہ پہلے مرحلے میں تمام اسلامی ممالک میں مذہبی قیادت کو برسر اقتدار لانے کی ضرورت ہے، اس کے لئے جو بھی طریقہ کار اختیار کیا جائے، دوسرے مرحلے میں تمام اسلامی امارات کو یکجا کر کے مسلمانانِ عالم کے لئے "متحدہ دار الاسلام" تشکیل دینا ہوگا، تاکہ دنیا بھر کے کسی بھی خطے کے مسلمانوں پر حملہ ہوتے ہی تمام اسلامی امارات اپنی مسئولیت کی ادائیگی کے لئے حرکت میں آئیں، اور بروقت مسلمانوں کی دادرسی ہوسکے، ورنہ یہی ہوتا رہے گا کہ ہر اسلامی ملک اپنے مفادات کے تحفظ کی خاطر تو سب کچھ کرنے کو تیار ہوگا، مگر عالمِ اسلام کے قضایا کو کوئی اہمیت نہیں دے گا، خصوصاً اُس وقت جب اس کے مفادات کو اس میں ضرب لگنے کا اندیشہ ہوگا، بلکہ ایسے حالات میں وہ عالمِ اسلام کے قضایا کو اپنے مفادات پر قربان کرے گا۔

جب تک عثمانی خلافت قائم تھی (اگرچہ بہت کمزور تھی) تو مسلمان اتنے مظلوم نہ تھے جتنا کہ آج ہیں، وہ پوری دنیا کے مسلمانوں کے مسائل اپنے مسائل سمجھتی تھی، اس لئے بیرونی قوتیں مسلمانوں کے خلاف اقدام کرتے وقت بہت سوچ سمجھ کر فیصلہ کرتیں، مگر آج کل معاملہ ایسا نہیں رہا، ہر ملک اپنے مسائل کو ترجیح دیتا ہے۔

مسلمانوں کے موجودہ قضایا (خصوصاً فلسطین کے معاملہ) میں ایک ایٹمی اور عسکری ملک کی حیثیت سے پاکستان اگر اچھا کردار ادا کرنا چاہے بھی تو موجودہ اقتصادی بحران کی وجہ سے وہ عالمی مالیاتی اداروں (ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف) کی طرف سے فنڈز یا سودی قرض کی امید کی وجہ سے کچھ بھی نہیں کر سکے گا، اسی طرح ہر اسلامی ملک کی اپنی اپنی مجبوریاں اور مفادات ہیں جن کی وجہ سے وہ مسلمانوں کے مشترکہ مفادات کو پس پشت ڈال کر اپنے مفادات کی بجا آوری کے لئے کام کرنے پر مجبور ہیں۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایک اچھا قائد و سپہ سالار عطا فرمائے، آمین۔

وصلی اللہ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ وبارک وسلم

قسط دوم



پاکستانی فوج کب، کیسے اور کس مقصد کے لیے وجود میں آئی؟

انجینئر سعد میمن

پچھلی قسط میں ہم نے پاکستانی فوج کی کچھ تاریخ بیان کی تھی کہ یہ پہلے ایسٹ انڈیا کمپنی کی فوج تھی، پھر برطانیہ نے ایسٹ انڈیا کمپنی کو ختم کر کے اس کی فوج کو برطانیہ کی فوج میں شامل کر لیا اور اسے شاہی ہندی فوج "رائل انڈین آرمی" کہا جانے لگا، پھر تقسیم ہند کے ساتھ برطانیہ نے اپنی وفادار شاہی ہندی فوج کو بھی دو حصوں میں تقسیم کر دیا اور اس کا ایک حصہ پاکستان کو دے دیا جسے آج دنیا "پاکستان نیشنل آرمی" کے نام سے جانتی ہے۔

ہم اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہیں اور کچھ مزید ایسے حقائق آپ کے سامنے رکھتے ہیں کہ جس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ اس فوج کا اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت و ترقی سے دور دور کا بھی کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اس لیے اس سے اس بات کی امید لگانا کہ یہ اسلام اور مسلمانوں کو تحفظ فراہم کرے گی اور اس سے عالمِ اسلام کو عزت ملے گی، ایک غلط فہمی کے سوا کچھ نہیں۔

پاکستانی فوج کی رجمنٹس کی تاریخ

قیامِ پاکستان تک پاکستان آرمی کے آباء یعنی شاہی ہندی فوج برطانوی فوج کے رجمنٹل اور کلچرل سسٹم پر چلتی تھی، اس لیے آج بھی پاکستانی فوج میں وہی رجمنٹل سسٹم رائج ہے، البتہ اب یہ فوج امریکی فوج کے سسٹم پر چلنا زیادہ پسند کرتی ہے، جیسا کہ پہلے اس کا فوجی لباس برطانوی فوجی طرز کا ہوتا تھا لیکن اب یہ لوگ امریکی فوجی طرز کا لباس پہننا پسند کرتے ہیں۔

موجودہ پاکستانی فوج میں چھے (٦) رجمنٹس ہیں، ان میں سے پنجاب رجمنٹ، بلوچ رجمنٹ اور فرنٹیئر فورس رجمنٹ سب سے پرانی اور (عالم کفر کے لیے) اپنی خدمات کے لحاظ سے بہت مشہور ہیں۔ ان رجمنٹس کی تاریخ اور خدمات جاننے سے بھی ان کی اسلام اور مسلمانوں سے وفاداری کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔ اس لیے ہم پاکستانی فوج کی ان رجمنٹس کی مختصر تاریخ اور احوال آپ کے سامنے بیان کریں گے۔

فرنٹیئر فورس رجمنٹ

فرنٹیئر فورس رجمنٹ کو پِفَر بھی کہا جاتا ہے۔ اس ریجمنٹ کی بنیاد ایسٹ انڈیا کمپنی کے زمانے میں ۱۸۴۳ء میں رکھی گئی تھی۔ اس زمانے میں یہ ایک سکھ رجمنٹ تھی، جسے "PIF (Punjab Irregular Force)" کہا جاتا تھا، پھر بعد میں اسے "PIFFER" کہا جانے لگا۔ اس میں اُنسٹھ (۵۹) بٹیلین ہیں۔ آج اس کا مرکز ایبٹ آباد میں ہے۔ "پِفَر" کے اس مرکز میں اٹھائیس (۲۸) فٹ لمبی سیمنٹ اور ماربل سے بنی ایک تختی ہے جسے "یادگارِ شہداء" کہا جاتا ہے۔ یہ تختی ۲۳ اکتوبر ۱۹۲۴ء میں اس وقت کے انگریز فیلڈ مارشل "وِلیَم بَرڈوُڈ" نے کوہاٹ میں لگائی تھی۔ اُس نے اِس تختی پر اپنے اُن وفادار فوجیوں کے نام لکھے تھے جو جنگِ عظیم میں برطانیہ کی طرف سے مسلمانوں کی خلافتِ عثمانیہ کے خلاف لڑتے ہوئے مارے گئے تھے۔ پھر ۱۹۶۴ء میں پاکستان کے اُس وقت کے آرمی چیف جنرل موسیٰ نے اس تختی کو ایبٹ آباد منتقل کرا دیا تھا۔ غور طلب بات یہ ہے کہ اسے "یادگارِ شہداء" کا نام دیا جاتا ہے اور ہر سال مختلف قومی دنوں پر یہاں پروگرامز منعقد ہوتے ہیں اور برطانیہ کی وفاداری میں مسلمانوں کے خلاف لڑتے ہوئے مارے گئے برائے نام شہداء کو "پِفَر" کی طرف سے خراجِ تحسین پیش کیا جاتا ہے۔ ایک اور غور طلب بات اس کے بارے میں یہ ہے کہ اِس برائے نام شہداء کی لسٹ میں ہندو اور سکھوں کے بھی کئی نام شامل ہیں۔

فرنٹیئر فورس رجمنٹ کے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اپریشنز اور جنگیں:

پاکستانی فوج کی دیگر رجمنٹس کی طرح فرنٹیئر فورس رجمنٹ کی تاریخ بھی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف خیانتوں سے بھری پڑی ہے:

۱۸۵۷ء میں انگریز کی شکست کو فتح میں بدلنا

۱۸۵۷ء میں ہندی فوجیوں کے انگریز کے خلاف کامیاب جہادی آپریشن کو کچلنے میں فرنٹیئر فورس رجمنٹ نے بہت اہم کردار ادا کیا تھا۔ اس واقعہ کو انگریز اپنی کتابوں میں "۱۸۵۷ء کا غدر" کے نام سے ذکر کرتے ہیں۔ یہ ایک تفصیلی اور ایمان افروز واقعہ ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ شاہی ہندی فوج میں شامل بعض مسلمان فوجیوں اور آفیسروں نے کئی سال کی دعوت اور منصوبہ بندی کے بعد ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے خلاف جہاد کی شروعات کر دی، اس میں ہزاروں انگریز فوجی بشمول سینکڑوں آفیسروں کے قتل کر دیئے گئے، مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر کو امیر مقرر کر کے مسلمانوں نے اُن کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ مجاہدین نے ہندوستان کے کئی علاقوں سے انگریزوں کو بے دخل کر دیا تھا، انگریز فوج سکوت کے دھانے پر پہنچ چکی تھی اور قریب تھا کہ برصغیر ہند سے اپنی واپسی کا اعلان کر دیتی، لیکن اس نازک موقع پر انگریز نے اپنی وفادار شاہی ہندی فوج کو میدان میں اتار دیا۔ شاہی ہندی فوج کی پنجاب اور فرنٹیئر فورس رجمنٹس نے مسلمان مجاہدین سے اتنا سخت مقابلہ کیا کہ جس سے انگریز بھی حیران رہ گیا۔ اس رجمنٹ نے شاہی ہندی فوج میں شامل ہزاروں مجاہدین کو شہید کر دیا اور قابض انگریز سے چھڑائے گئے تمام علاقے پھر سے انگریز کو فتح کر کے دیئے۔ یہ تقریباً ایک سال پر محیط جہاد تھا جو اپنے اندر بے شمار ایمان افروز واقعات سموئے ہوئے ہے، لیکن افسوس ہے کہ آج ہماری قوم اس مبارک جہاد کو "۱۸۵۷ء کے غدر" کے نام سے جانتی ہے۔

برطانیہ کی قیادت میں افغانستان پر حملے

جس طرح انگریز نے برصغیر ہند کو اپنی نوآبادی بنایا ہوا تھا، اسی طرح افغانستان کو بھی اپنی نوآبادی میں شامل کرنا چاہتا تھا، اور اس کے لیے اس نے افغانستان پر تین بڑے حملے کئے تھے، لیکن برطانیہ ایک دفعہ بھی وہاں اپنے پیر جمانے کے قابل نہ ہو سکا۔ برطانیہ کے افغانستان پر تین حملوں میں سے دوسرے اور تیسرے حملے میں انگریزوں کے ساتھ شاہی ہندی فوج کی فرنٹیئر فورس رجمنٹ بھی شامل تھی۔ ان تمام حملوں میں برطانیہ کو سخت شکست اور نقصان کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ ظاہر ہے یہ بھی فرنٹیئر فورس رجمنٹ کا مسلمانوں کے خلاف ایک قبیح جرم تھا۔ تاریخ میں ان حملوں کو "اینگلو افغان وار" کے نام سے ذکر کیا جاتا ہے۔

انگریز کی قیادت میں قبائلی علاقہ جات پر حملے

ہند پر اپنی حکومت کے زمانے میں برطانیہ نے قبائلی علاقہ جات پر بھی متعدد حملے کئے، جن میں اسے اکثر حملوں میں اسے شکست کا سامنا رہا، ان میں سے بہت سے حملوں میں فرنٹیئر فورس رجمنٹ بھی برطانوی انگریزوں کے ساتھ قبائلی مسلمانوں کے خلاف ان آپریشنوں میں شریک رہی۔ ان میں سے تیرا آپریشن بہت مشہور ہے۔ یہ بھی فرنٹیئر فورس رجمنٹ کا اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ایک سنگین جرم تھا۔

انگریز کی قیادت میں صومالیہ پر حملہ

صومالیہ پر برطانوی قبضے کی کوششوں میں مسلمانوں کے قتل عام میں بھی فرنٹیئر فورس رجمنٹ برطانوی انگریزوں کے ساتھ نہ صرف شریک رہی بلکہ اُن کی خدمت میں مسلمانوں کے قتلِ عام میں بھی پیش پیش رہی تھی۔

جنگ عظیم میں خلافت عثمانیہ سے جنگیں

جنگِ عظیم اول اور دوم میں برطانیہ کی قیادت میں خلافتِ عثمانیہ کی فوجوں کے خلاف جنگوں میں بھی فرنٹیئر فورس رجمنٹ نے برطانیہ کے لیے ایسے کارنامے انجام دیئے تھے جس پر انگریز بھی حیران رہ گئے تھے۔ ان جنگوں میں شاہی ہندی فوج نے بہت سے اسلامی علاقے خلافت عثمانیہ سے چھین کر انگریز کی جھولی میں ڈالے تھے۔ شاہی ہندی فوج کی یہ خدمات اور قربانیاں دیکھ کر انگریز افسر یہ کہنے پر مجبور ہو گئے تھے کہ اگر ہندی فوجی نہ ہوتے تو ہم جنگ عظیم نہ جیت سکتے اور خلافتِ عثمانیہ کو شکست نہ دے پاتے۔

یاد رہے کہ فلسطین کو خلافت عثمانیہ سے چھین کر انگریز کی جھولی میں ڈالنے اور وہاں انتہاپسند یہود کی ریاست "اسرائیل" کا قیام بھی پاکستانی فوج کی اسی رجمنٹ کی خدمات اور قربانیوں کی بدولت ممکن ہو سکا تھا۔

بنگلہ دیش میں مسلمانوں کا قتلِ عام

پاکستانی فوج کی یہ فرنٹئیر فورس رجمنٹ ۱۹۷۱ء میں بنگلہ دیش میں ہزاروں مسلمانوں کے قتلِ عام اور ہزاروں پاکدامن مسلمان بنگلہ دیشی بہنوں کی آبرو ریزی میں بھی شریک رہی ہے۔

یہ تو ہم نے اس رجمنٹ کے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف چند بڑے بڑے جرائم کے صرف عنوانات ذکر کئے ہیں، ان تمام واقعات کی تصدیق و تفصیل پاکستانی فوج کی اپنی ویب سائٹس اور وکیپیڈیا وغیرہ سے باآسانی حاصل کی جاسکتی ہے۔ ان موضوعات پر مختلف کتابیں اور ڈوکیومنٹریز بھی نیٹ پر موجود ہیں۔ ان واقعات کے مطالعے سے آپ کو پتہ چلے گا کہ پاکستانی فوج اور اس کی رجمنٹ کی تاریخ کس حد تک اسلام اور مسلمانوں کے خلاف خیانتوں سے بھری پڑی ہے۔

ایک اشکال کا جواب

یہاں یہ اشکال ہوسکتا ہے کہ یہ جرائم تو پاکستانی فوج اور اس کی رجمنٹس کے سابقہ فوجیوں نے کئے تھے، اور تقسیمِ ہند کے بعد اب تو یہ پاکستانی فوج ہے، ایک اسلامی فوج ہے، تو ان کے آباء کے گناہ اُن کے جانشینوں پر ڈالنے کی کیا ضرورت ہے؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ موجودہ پاکستانی فوج اپنے آباء یعنی شاہی ہندی فوج کے گناہوں میں اس لیے برابر کی شریک ہے، کیوں کہ یہ اُن کے جرائم اور خیانتوں پر اب بھی فخر کرتے ہیں، اسلام کے خلاف لڑتے ہوئے مارے گئے ہندی فوجیوں کو شہید کہتے ہیں، ہر سال ان کی یاد میں پروگرامز منعقد کرتے ہیں، انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہیں، فوجی مراکز میں ان کی تصاویر اور نام آویزاں کرتے ہیں، فوجی تعلیمی مراکز میں شاہی ہندی فوج کی سیاہ تاریخ فخریہ انداز میں پڑھائی جاتی ہے۔ غرض یہ کہ موجودہ پاکستانی فوج اپنے آباء شاہی ہندی فوج سے برأت ظاہر نہیں کرتی، اس لیے یہ اُن کے تمام جرائم میں برابر کی شریک ہے۔ اگر آج یہ ان کے تمام جرائم سے برائت ظاہر کر کے اعلانیہ توبہ کرلیں تو یہ ان کے گناہوں سے بری الذمہ ہوسکتے ہیں۔



مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ج فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ

قسط (6)

امارت اسلامیہ افغانستان کے سرکردہ رہنماؤں کی سوانحِ حیات پر لکھی گئی پشتو کتاب دسپین کاروان سرلاري کا اردو ترجمہ "رہنمائے قافلۂ حق"

مترجم: شیخ ابو محمد حماد
فاضل دار العلوم کراچی

رئیس الوزراء ملا محمد ربانی صاحب رحمہ اللہ

پیدائش:

رئیس الوزراء (وزیر اعظم) مرحوم ملا محمد ربانی صاحب رحمہ اللہ نے (جو کہ الحاج ملا امیر محمد کے بیٹے اور نیک محمد کے پوتے ہیں) ۱۳۷۷ھ قمری سال کو صوبہ قندہار کے مرکزی شہر میں ایک علمی اور جہادی گھرانے میں اس دارِ فانی میں اپنی آنکھیں کھولیں، مرحوم ملا محمد ربانی صاحب کے والد بزرگوار صوبے کے اُن معروف علماء میں سے تھے جو عوام میں علم و تقوی کے لحاظ سے بڑے مشہور تھے، موصوف رحمہ اللہ نے اپنی اولاد خصوصاً ملا محمد ربانی صاحب کی علمی اور جہادی تربیت پر خصوصی توجہ دی۔

تعلیم:

ملا محمد ربانی صاحب خداداد علمی استعداد کے مالک تھے، اس لیے ان کے والد محترم نے دینی علوم کی تحصیل کی غرض سے انہیں مدرسے میں داخلہ دلوایا۔ ملا محمد ربانی رحمہ اللہ نے زیادہ تر دینی تعلیمات امارت اسلامیہ کی حاکمیت کے وقت کے بڑے مفتی اور متبحر عالمِ دین شیخ الحدیث والتفسیر مولانا عبد العلی دیوبندی رحمہ اللہ کی علمی تربیت کے تحت حاصل کی، چونکہ افغانستان میں عموماً دینی علوم کی تحصیل حکومتی مدارس میں نہیں ہوتی بلکہ ملک کے مشہور علمی اساتذہ کرام اور مشائخ عظام کی وساطت سے بایں طور ہوتی ہے کہ ہر عالم اور فقیہ اپنی مسجد میں چند گنے چنے طلبہ کو مروجہ شرعی علوم کی تدریس کا فریضہ سرانجام دیتا ہے، ان علوم میں صرف، نحو، منطق، ریاضی، ادب، معانی، فقہ، اصولِ فقہ، علم التفسیر اور حدیث شامل ہیں۔ افغانستان کے علماء کو یہ سلسلہ ۲۰۲ھ سے عالمِ اسلام کے بڑے مشہور خراسانی علماء (جیسے امام ابوداود السجستانی، شیخ الاسلام محمد بن محمد بن بکر الخلمی، امام ابو اللیث السمرقندی، البلخی وغیرہم) سے میراث میں ملا ہے، اگرچہ تعلیم کا مذکورہ طریقہ حکومتی سطح پر کافی حد تک قابلِ التفات نہیں مگر اس نے علمی اور جہادی لحاظ سے متدین عوام کی مدد سے آج تک پورے افغانستان میں اسلامی علوم کی ترویج اور افغانستان کی تاریخ میں جہادی تحریکات کی قیادت مہیا کرنے اور جہادی تحریکات کو زندہ رکھنے میں بنیادی کردار ادا کیا ہے، مثلاً انہی علماء کی ہدایات پر سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ نے ۳۷۷ھ کو ہندوستان فتح کیا، اسی طرح ۵۵۹ھ کو جب شہاب الدین غوری رحمہ اللہ نے افغانستان سے جا کر ہندوستان کی آدھی زمین فتح کر کے اپنے حکومت بنائی تو اس وقت ان کی حکومت میں اہم مناصب پر یہی علماء فائز تھے۔ اسی طرح معاصر افغانستان کے مؤسس احمد شاہ ابدالی رحمہ اللہ نے ۱۱۶۰ھ میں ہندوستان کے مسلمانوں کی مدد کے لیے اپنی فوج بھیجی تو اس اقدام کی بجا آوری میں انہی علماء کرام کا بھرپور حصہ تھا۔ افغانستان پر انگریز کے حملوں، روسی یلغار، اور امریکی قبضے کے مقابلے میں مقاومت کرنے والے مجاہدین کی قیادت بھی انہی مجاہد علماء واتقیاء شخصیات کے ہاتھ میں رہی۔

جہادی کردار:

ملا محمد ربانی صاحب ابھی تحصیلِ علم سے فارغ نہیں ہوئے تھے کہ ۱۳۵۷ھ ش کو کمیونسٹوں نے فوجی بغاوت کی شکل میں افغانستان کا زمام اقتدار اپنے قبضہ میں لیا، جیسے ہی کمیونسٹوں نے افغانستان کا اقتدار سنبھالا تو پورے ملک میں ان کے خلاف جہادی قیام ہوا، تو اس جہادی قیام کی سربراہی انہی دینی علماء کے سر تھی، ملا محمد ربانی صاحب (جنہوں نے جہاد اور قربانی کی تربیت اپنے اساتذہ سے جہادی مدرسہ میں حاصل کی تھی) سب سے پہلے اپنے وطن کے دفاع کے واسطے محاذِ جنگ کا رُخ کیا، اِس وقت موصوف رحمہ اللہ کی عمر ۲۱ سال تھی، مگر جہاد اور فداکاری میں تمام مجاہدین کے درمیان بہادر اور مدبر مجاہد کے نام سے شہرت رکھتے تھے، انہوں نے صوبہ قندہار کے چند مشہور مجاہدین کی ہمراہی میں اپنی جہادی سرگرمی کا آغاز ملک کے جنوب مغربی زون میں جہادی مؤسس شہید ملا موسی کلیم رحمہ اللہ کے جہادی جبہہ سے کیا۔ انہوں نے قندہار کے ضلع ارغنستان جا کر روسیوں کے خلاف مقامی مجاہدین کی تربیت اور تنظیم میں بنیادی کردار ادا کیا، ارغنستان کے چغنی نامی پہاڑ میں جہادی مرکز کھولا، اور یہیں سے قندہار کے مختلف علاقوں میں جہادی سرگرمیاں شروع کیں، ارغنستان میں چغنی، تورتاک، شاینگ اور سنگر نامی علاقوں میں ملا ربانی مرحوم نے روسیوں کے خلاف سخت جگڑوں میں حصہ لیا، اگرچہ چغنی میں جبہہ کی

قیادت قومندان عبدالرزاق صاحب کرتے تھے لیکن جنگ کے وقت مجاہدین کی سربراہی ملا محمد ربانی مرحوم کرتے تھے، چونکہ تمام جہادی اور عسکری کارروائیوں میں ملا ربانی مرحوم شریک رہتے اس لیے مذکورہ جبہہ کے مجاہدین کی مسئولیت کی معاونت کا بوجھ گراں اُن کے کندھوں پر آیا، تب ہی مجاہدین کے یہاں حاجی معاون صاحب کے نام سے مشہور ہوئے۔

جہادی میدان میں عسکری اور انتظامی مسئولیتیں:

روسیوں اور ان کے مقامی کٹھ پتلی کمیونسٹوں کے خلاف اسی علاقے کے مجاہدین کی سخت مقاومت نے قندہار اور جنوب مغربی زون کو ایک مضبوط محاذ کی حیثیت دلوائی، اور الحاج ملا محمد ربانی صاحب مجاہدین کے مابین مذکورہ علاقے کے ایک ماہر، مجرّب جہادی اور عسکری شخصیت کے طور پر ابھرے، انہوں نے اسی جہادی اور عسکری مہارت کی وجہ سے روسیوں کے خلاف ۱۳۶۰ھ ش تا ۱۳۶۹ھ ش تمام جنوب مغربی زون کے مجاہدین کی قیادت اور رہنمائی کی، اور ایک منجھے ہوئے کمانڈر کی حیثیت سے بہت سی فاتحانہ کارروائیاں سر انجام دیں، جن میں روسی افواج کو کافی جانی و مالی نقصانات اٹھانے پڑے۔ اور خود ملا محمد ربانی تین بار سے زائد سخت زخمی بھی ہوئے، انہی کارروائیوں میں ان کی فاتحانہ قیادت اس کا سبب بنی کہ وہ ملی طور پر جہادِ افغانستان کے مشہور کمانڈروں میں شمار ہونے لگے، اور اُس وقت کی جہادی تنظیموں کے امراء کی توجہ ان کی طرف مبذول ہوئی۔ یہ وہ وقت تھا کہ جہادِ افغانستان کے سات جہادی تنظیموں کے امراء نے پاکستان میں افغانستان کے لئے عبوری حکومت تشکیل کرکے اس کا اعلان کیا تھا، جہادی امراء نے باہم فیصلہ کیا کہ اس عبوری حکومت میں ملکی سطح پر مشہور کمانڈروں کو حصہ دیا جائے گا، مجاہدین کی یہ عبوری حکومت وزیر اعظم سمیت مکمل حکومتی کابینہ پر مشتمل تھی، اسی کابینہ میں ملا محمد ربانی کو وزارتِ حج و اوقاف کے معاون کے طور پر مسئولیت دی گئی، اگرچہ اُس وقت ملا محمد ربانی تنظیمی لحاظ سے مرحوم مولوی محمد یونس خالص کی قیادت میں قائم جہادی تنظیم "اسلامی حزب" کے ساتھ تعلق رکھتے تھے مگر جہادی لحاظ سے تمام تنظیموں کے جہادی امراء کے دل میں ان کا خاص مقام تھا، موصوف رحمہ اللہ مذکورہ مسئولیت کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ اپنے مربوط مجاہدین کی جہادی سرگرمیوں اور دشمن کے خلاف عسکری کارروائیوں کی بذاتِ خود قیادت کرتے، چنانچہ دشمن کے خلاف دوبدو کی بہت سی لڑائیوں میں وزارت کے معاون کی حیثیت سے شریک رہے ہیں۔

طالبان کی اسلامی تحریک کی تاسیس میں ان کا رول:

۱۳۶۹ھ ش کو افغانستان سے روسی افواج بھاگنے اور پھر ۱۳۷۱ھ ش کو روس کی کٹھ پتلی حکومت کے سقوط کے بعد ملا محمد ربانی صاحب نے ملک کے ایک مخلص اور مصلح شخصیت کی حیثیت سے باہمی تنظیمی جھگڑوں کو ختم کرنے میں اپنی تمام تر کوششیں کیں، اور اس راستے میں انتھک محنت کی، بدقسمتی سے جنوب مغربی زون (جو کہ روسیوں کے خلاف جہاد اور مقاومت کا محکم محاذ تھا) میں روسیوں کی شکست کے بعد اور ڈاکٹر نجیب کی حکومت کے گرنے کے بعد باہمی تنظیمی اختلافات اور جھگڑے شروع ہوئے، یہ باہمی اختلافات اور جھگڑے فقط جنوب مغربی زون میں نہ تھے، بلکہ اختلافات کی ابتداء افغانستان کے مرکز سے ہوئی تھی اور تدریجاً یہ اختلافات شمال، جنوب، مشرق اور مغرب تک پھیل گئے، جس کے نتیجے میں چودہ سالہ مقدس جہاد کے ۱۵ لاکھ شہداء کی تمنائیں اور آرزوئیں نفاق اور اختلاف کی اُس آگ کے نذر ہوئیں جس نے سب کچھ خاکستر کر دیا، یہ دل سوز حالت کسی بھی مسلمان کے لیے قابلِ برداشت نہ تھی، مگر کوئی بھی اسے روکنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا، البتہ اللہ تعالی کے مقدس فرمان: ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین پر یقین محکم رکھنے والے اور اسے اپنے لئے مشعلِ راہ بنانے والے بعض حضرات نے اسلامی جہاد کی ناتمام آرزوں کے تحقق کے لیے کوششیں اور محنت شروع کی۔

اللہ کے راستے کے ان مجاہدین نے ایسی حالت میں کہ سابقہ جہاد کی تھکاوٹ سے ابھی نہیں نکلے تھی اور ابھی اسی جہاد کے لگے زخم بھرے نہیں تھے کہ اپنے غمزدہ عوام کے امن، آرام اور خود مختاری دلوانے کے لئے مفسدین اور منافقین کے خلاف جہاد شروع کرنا پڑا۔ ملا محمد ربانی اپنے تمام تر جہادی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ طالبان کی "اسلامی تحریک" کے مؤسسین میں سے شمار ہوتے ہیں، طالبان کی تحریکِ اسلامی کی تاسیس کے وقت جب کسی ولایت یا علاقے کے تصفیہ کا موضوع پیش آتا تو ملا محمد ربانی وہ پہلے شخص ہوتے جنہیں مذکورہ ولایت یا علاقے کے مصالحتی تصفیہ کے لئے چنا جاتا، پھر اُن کی

یہ کوشش ہوتی کہ کسی طرح یہ علاقہ بغیر جنگ وجدال کے طالبان کے ہاتھ آئے۔

جب ۱۱۰ کتوبر ۱۹۹۵ء کو طالبان کابل کے دروازے پر پہنچے تو ملا محمد ربانی نے مخالفین کے سربراہ احمد شاہ مسعود کو بات چیت کی دعوت دی، چنانچہ انہوں نے بھی ان دعوت قبول کی، اور بات چیت کے لئے کابل سے "میدان شار" آئے، ملا محمد ربانی صاحب نے احمد شاہ مسعود سے پہلی بات یہی کی کہ وطنِ عزیز افغانستان میں اسلامی حکومت لانے کے لئے ۱۵ لاکھ شہداء نے قربانی دی، اس لئے ہمیں چاہئے کہ ان شہداء کے خون کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں، اور افغانستان میں بغیر کسی قید وشرط کے اسلامی نظام کو حاکم کریں، طالبان کی اسلامی تحریک نے اس بات کا عزمِ مصمم کیا ہے کہ افغان عوام کے اس مقدس خواہش کو پورا کیا جائے، اس لئے آپ بھی ان کے ساتھ مکمل تعاون کریں تاکہ ایک مضبوط و مستحکم اسلامی حاکمیت کے لئے راہ ہموار ہو جائے، لیکن بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ احمد شاہ مسعود نے اپنی کہی ہوئی باتوں میں سے اکثر کو عملی جامہ نہیں پہنایا، بلکہ انہوں نے یہ فارمولا اپنایا کہ "سارا کا سارا میرا"۔

الغرض! ملا محمد ربانی مرحوم کی مصلحانہ کوششوں کی برکت سے جنوب مغربی، مشرقی اور مغربی ولایتیں طالبان کے زیرِ تسلط آئیں۔

طالبان کی اسلامی تحریک میں ان کے مناصب:

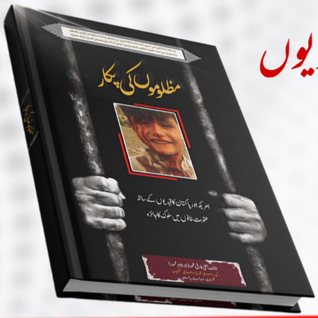
جب ۱۳۷۳ھ سال میں طالبان نے ولایت قندہار قبضہ کیا تو ملا محمد ربانی صاحب کو اُس وقت طالبان کی عالی شوریٰ کی مسئولیت دے دی گئی۔

۱۳۷۴ھ ش "ماہِ حمل" کی ۱۳۔ ۱۴ تاریخ (تقریباً ۴/۵ اپریل۔ از مترجم) کو جب ملک کے پندرہ سو علماء کرام کی طرف سے طالبان کی اسلامی تحریک کے سربراہ (ملا محمد عمر مجاہد) کو «امیر المؤمنین» کے لقب سے نوازا گیا اور یوں "اسلامی امارت" کی بنیاد رکھ دی گئی، مگر پھر بھی اسلامی امارت میں ملا محمد ربانی صاحب کی امتیازی حیثیت تھی، چنانچہ وہ دائمی طور پر امیر امیر المؤمنین کے شانہ بشانہ اپنے جہادی، اصلاحی اور ملی خدمات پورے خلوص اور صداقت کے ساتھ سرانجام دیتے رہے۔

۱۹۹۵/۵/۹ء کو جب طالبان کی فتوحات نے جنوب مغربی زون کی دیگر ولایتوں (ہلمند، اروزگان، فراہ اور ہرات) کا رخ کیا تو ملا محمد ربانی صاحب نے ان تمام فتوحات میں ایک بڑے حصہ دار کے طور پر شریک رہے، تمام جنوب مغربی ولایت کے تصفیہ میں ان کی خصوصی مہارتیں بڑی اہمیت کی حامل تھیں، یہی وجہ ہے کہ ۱۹۹۶/۹/۱۱ء کو جب ملک کی مشرقی ولایتیں (ننگرہار، کنڑ اور لغمان) اسلامی امارت کے زیرِ کنٹرول آئیں تو ملا محمد ربانی صاحب کو مشرقی زون کی عمومی مسئولیت دے دی گئی۔

۱۹۹۶/۹/۲۷ء "ماہِ میزان" کی ۶ تاریخ کو جب دار الحکومت کابل مکمل طور پر اسلامی امارت کی حاکمیت کے تحت آیا تو اسلامی امارت کی قیادت کی طرف سے کابل کے حکومتی کاموں کی تنظیم وترتیب کی غرض سے چھ رکنی سرپرست شوریٰ (عبوری شوریٰ) مقرر کی گئی، جس کی سربراہی ملا محمد ربانی صاحب کو دی گئی، اور جب اسلامی امارت کی طرف سے بعد میں سرپرست شوریٰ کو حکومت میں تبدیل کیا تو اسلامی امارت کی چوکاٹ میں "ریاست الوزراء" کی تاسیس بھی ہوئی، اور ملا محمد ربانی صاحب رحمہ اللہ کو رئیس الوزراء (وزیر اعظم) مقرر کیا گیا۔

جاری ہے...



مفتی طارق محسود (رکن رہبری شوریٰ و اعلامی کمیشن تحریک طالبان پاکستان) کی قیدیوں کے حوالے سے لکھی گئی کتاب

مظلوموں کی پکار قسط (5)

ان نکات کی مختصر تشریح:

۱: ارضِ موعودہ "فلسطین" پر قبضہ:

یہود کا یہ عقیدہ ہے، کہ فلسطین کی سرزمین مقدّس سرزمین ہے۔ خاص طور پر یروشلم، اور یہ سرزمین تاقیامت اللہ تعالیٰ نے یہود کو عطاء کی ہے۔ اس لئے اس پر صرف ان کا حق ہے، عیسائیوں اور مسلمانوں نے اس پر ناجائز قبضہ کر رکھا ہے۔ اس عقیدے کی بنیاد پر آج یہودی عظیم تر اسرائیل کا خواب دیکھ رہے ہیں۔

یہود کا فلسطین پر حق کا دعویٰ تاریخی اور دینی دونوں اعتبار سے غلط ہے:

سب سے پہلے یہود کا فلسطین میں آنا حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کے ساتھ اُس وقت ہوا جب یہ لوگ میدان تِیہہ میں قتال کے پہلے حکم کی خلاف ورزی کر چکے تھے، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام دارِ فانی سے انتقال کر چکے تھے۔

بنی اسرائیل کے آنے سے پہلے فلسطین میں تین قبیلے موجود تھے۔

۱: فینیقیون، یہ قبیلہ فلسطین میں ۳۰۰۰ ق م رہا، اور بحر ابیض متوسط کے شمالی خطہ کو انہوں نے اپنا مسکن بنایا۔

۲: کنعانیون، یہ ۲۵۰۰ ق م آئے، فینیقیون کے جنوب میں رہے، اور فلسطین کے وسطی خطہ کو اپنا مستقر بنایا۔

تاریخی نقطۂ نظر سے یہ بات واضح ہے کہ فلسطین پر یہود کے آنے سے قبل دوسرے قبائل آباد تھے، یہود اور ان قبائل کے مابین جنگیں ہوئیں، اور کچھ حصہ یہود کے قبضے میں آیا۔ لہٰذا، تاریخی طور پر فلسطین یہود کا حق نہیں ہے۔

اسی طرح دینی طور پر بھی فلسطین پر یہود کا حق باقی نہیں رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتے ہیں:

يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓي اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ (المائدة ٢١)

ترجمہ: اے قوم! داخل ہو جاؤ پاک زمین میں جو مقرر کر دی اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اور نہ لوٹو اپنی پیٹھ کی طرف پھر جا پڑو گے نقصان میں۔

«کَتَبَ اللّٰہُ لَکُمْ» کے متعلق ابن اسحاقؒ فرماتے ہیں: «التی وھب اللہ لکم» جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہبہ کر دی ہے، اور امام قتادہؒ فرماتے ہیں «امر القوم بھا کما امرنا بالصلوۃ والزکوۃ والحج والعمرۃ» کہ قوم کو ارض مقدس میں داخل ہونے کا حکم اس طرح کا حکم ہے، جس طرح ہمارے لئے اللہ کا حکم نماز، زکوٰۃ، اور حج کا ہے۔ بعض علماء کے نزدیک یہ حکم تملیک کے لئے نہیں ہے، بعض کے نزدیک ہبہ کے لئے ہے، بعض کے نزدیک تملیک کے لئے ہے، مگر اس شرط کے ساتھ کہ وہ داخل ہو جائیں۔

قصہ مختصر، یہ حکم جیسے بھی ہو اس حکم سے یہود کے لئے فلسطین کی ملکیت ثابت نہیں ہو سکتی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کے ساتھ ایمان پر رہتے ہوئے بہت سارے انعامات کے وعدے فرماتے ہیں، مگر وہ وعدے ایمان ہی پر موقوف ہوتے ہیں، یہود کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ایمان کی حالت پر موقوف تھا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ١٣ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ ١٤ (ابراهيم ١٤)

ترجمہ: تب حکم بھیجا ان کو ان کے رب نے، کہ ہم غارت کریں گے ان ظالموں کو، اور آباد کریں گے تم کو زمین میں ان کے بعد، یہ ملتا ہے اس کو جو میرے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا ہے، اور میرے عذاب کے وعدے کے خوف سے ڈرتا ہے۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ١٠٥ (الانبياء١٠٥)

ترجمہ: اور بے شک ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد لکھ دیا کہ آخر زمین کے مالک نیک بندے ہونگے،

اور یہود نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا، انبیاء کا انکار کیا، لہٰذا ان کی نافرمانیوں کی بناء پر یہود اللہ کے عذاب کے مستحق ہوئے اور ارضِ فلسطین پر ان کا کوئی حق باقی نہ رہا۔

یہود نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا ہوا اقرار پورا نہیں کیا:

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ج وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ٤٠ (البقرة ٤٠)

ترجمہ: اے بنی اسرائیل! یاد کرو میرے وہ احسان جو میں نے تم پر کیے، اور تم پورا کرو میرا اقرار میں پورا کروں گا تمہارا اقرار، اور مجھ ہی سے ڈرو۔

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تورات میں یہ اقرار کیا کہ تم تورات کے حکم پر قائم رہو گے اور جس پیغمبر کو میں بھیجوں اس پر ایمان لا کر اس کے رفیق رہو گے، تو ملک شام تمہارے قبضے میں رہے گا (بنی اسرائیل نے اس کو قبول کر لیا تھا) مگر پھر اقرار پر قائم نہ رہے، بد نیتی کی، رشوت لے کر غلط مسئلے بتائے، حق کو چھپایا، اپنی ریاست جمائی، پیغمبر کی اطاعت نہ کی، بلکہ بعض پیغمبر کو قتل کیا، تورات میں جہاں محمد ﷺ کی صفت تھی اس کو بدل ڈالا اس لئے گمراہ ہوئے۔ (تفسیرِ عثمانی ج ا ص ۸۴)

ان آیات مبارکہ سے یہ بات خوب واضح ہوئی، کہ فلسطین پر یہود کے قبضے کا حق باقی نہ رہا۔

اس موضوع پر کافی دلائل موجود ہیں میں نے طول کے خوف سے اختصار سے کام لیا۔

۲: مسجدِ اقصیٰ کی جگہ ہیکلِ سلیمانی کی تعمیر:

یہودیوں کے عقیدے کے مطابق ہیکلِ سلیمانی جو حضرت سلیمان علیہ السلام نے بنایا تھا، تاریخ میں وہ دو دفعہ تباہ ہوا ہے۔ پہلی دفعہ بخت نصر کے ہاتھوں تباہ ہوا، جس کے بعد ذوالقرنین نے تعمیر کی اجازت دے دی۔ دوسری دفعہ ۷۰ء میں رومی بادشاہ ٹائٹس نے اس کو تباہ کیا اور اس وقت تک دوبارہ تعمیر نہیں ہوا، اب ان کا عقیدہ یہ ہے کہ یہودیوں پر فرض ہے کہ وہ ہیکلِ سلیمانی کو دوبارہ تعمیر کریں۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ اس ہیکل کی دوبارہ تعمیر مسیح ہی کرے گا، اس کے لئے زمین ہموار کرنا یہودیوں کی ذمہ داری ہے۔ اس سلسلے میں نہایت اہم بات یہ ہے کہ ہیکل کی جگہ مسلمانوں کی مسجدِ اقصیٰ واقع ہے، جو ہیکل کی تعمیر میں رکاوٹ ہے، لہٰذہ ہیکل کی تعمیر کے لئے مسجدِ اقصیٰ کا انہدام ضروری ہے۔ اس منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے وہ نہ صرف درپردہ سازشیں اور زیرِ زمین سرنگیں کھود رہے ہیں، بلکہ برملا اس کا اعلان بھی کر چکے ہیں، اور اقوامِ متحدہ کے سامنے اپنے مطالبے کو پیش بھی کر چکے ہیں۔

آج فلسطین پر اسرائیل کی بمباریاں اور امریکہ کا بیت المقدس کو اسرائیل کا دارالحکومت مقرر کرنا سب اس عقیدے اور منصوبے کی کڑی ہے۔

اس کے متعلق مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے، کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہیکل نہیں تعمیر کرایا تھا، بلکہ مسجدِ اقصیٰ ہی کی توسیع کی تھی، یہ مسجد اب مسلمانوں کا قبلہ اوّل ہے۔ ہیکلِ سلیمانی یہود کی اپنی طرف سے گھڑی ہوئی جھوٹی کہانی ہے، جو یہودی مسجدِ اقصیٰ کے انہدام کے لئے گھڑ رہے ہیں۔

مگر افسوس صد افسوس کہ مسلمان اسرائیل کا فلسطین پر قبضہ، فلسطینیوں پر یہ ظلم اور زیادتی، اور امریکہ کا بیت المقدس کے متعلق یہ فیصلہ ایک سیاسی جنگ سمجھ کر غفلت کی نیند سو رہے ہیں۔ یا جاننے کے باوجود خوفِ مخلوق سے قریب المرگ ہو بیٹھے ہیں۔ بلکہ ایک سٹیپ اور آگے کے لوگ جو سیکولر مائنڈ کے حامل نام نہاد مسلمان ہیں اور تاریخ مغرب ہی ان کے لئے مشغلِ راہ ہے، وہ تو تاریخ کے تناظر میں ہیکلِ سلیمانی کی تعمیر یہود کے لئے بطورِ حق ثابت کرتے ہیں۔ ایسے میں تو اسلام اور مسلمانوں کا خدا ہی حافظ۔

(Geater Asraeil) میسحا اور عظیم تر اسرائیل:

میسحا کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی خاص زمانے میں کسی خاص مقصد سے کسی خاص بندے کو مبعوث فرماتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے انسانوں کی مدد کے لئے وہ کام سرانجام دیتا ہے، جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اسے مبعوث فرمایا۔ اب یہود کے نزدیک ایک میسحا نے آنا ہے جو انہیں دنیا میں سلیمان علیہ السلام کی حکومت و سلطنت دلائے گا۔

یہود کا یہ میسحا در اصل "دجال" ہے جسے حقیقی مسیح "حضرت عیسیٰ علیہ السلام" قتل کریں گے۔ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مسیح ماننے سے اس لئے انکار کیا تھا کہ وہ آلِ داؤد سے نہیں تھے۔ اور یہود کے علماء کہتے تھے کہ مسیح آلِ داؤد سے ہوگا۔ حالانکہ یہ بات انہوں نے خود اپنی طرف سے گھڑ رکھی ہے، انبیاء علیہم السلام نے ایسی کوئی بات نہیں کہی ہے۔

نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مسیح اللہ مانتے ہیں، اور ان کی دوبارہ دنیا میں تشریف آوری کو بھی مانتے ہیں، مگر وہ یہ عقیدہ رکھتے

ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت ثانیہ صرف عیسائیوں میں ہو گی، مسلمان یا یہودیوں میں نہیں ہوگی۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام واپس آکر نیک عیسائیوں کو بادل میں لے جائیں گے، اور دنیا میں خیر و شر کی ایک عظیم جنگ ہوگی، جسے وہ "ہرمجدون" کی جنگ کہتے ہیں، اس جنگ میں خیر کی فتح ہوگی، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام امن سے حکومت کریں گے۔

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل نہیں کئے گئے، مگر اس دنیا سے اللہ کے حکم سے اُٹھالیے گئے ہیں، وہ مسلمانوں میں امام مہدی (رضی اللہ عنہ) کے آخری دور میں تشریف لائیں گے، دجال کو قتل کریں گے اور تمام ادیانِ باطلہ کو ختم کر کے دینِ حق کو کامل غلبہ و ظہور عطاء فرمائیں گے۔

اس وقت یہود اپنے اسی مسیح الدجال کے انتظار میں ہیں اور اس کے استقبال کی تیاریاں کر رہے ہیں۔

یہود کے نزدیک ریاستِ اسرائیل کے حدود:

بنی اسرائیل کے جدِامجد حضرت یعقوب علیہ السلام کا وطنِ اصلی فلسطین کا علاقہ کنعان تھا، بعد میں وہ اپنے خاندان کے ساتھ اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کے دورِ حکومت میں مصر میں آباد ہو گئے تھے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور میں مصر سے نکل کر صحرائے سینا میں بھٹکتے رہے، یہاں تک کہ ان کی وفات کے بعد حضرت یوشع علیہ السلام کے زمانے میں فلسطین میں داخل ہو سکے۔ پھر بخت نصر کی جلاوطنی میں وہ عراق کے علاوہ ایران، شام، اور جزیرۃ العرب میں بکھر گئے۔ ایسے ہی ٹائٹس کے زمانے میں، اور اس کے بعد عیسائی اور مسلمانوں کے دور میں اور ایک بار پھر قرونِ وسطیٰ میں انہیں مختلف علاقوں سے جلاوطن کیا جاتا رہا۔ آج یہودی ان تمام علاقوں کو "عظیم تر اسرائیل" کا حصہ قرار دیتے ہیں جہاں وہ بستے رہے ہیں۔ ان کا نعرہ ہے کہ "نیل سے فرات" تک اور "خیبر سے کنعان" تک ان کا علاقہ ہے۔ اسرائیل کا جھنڈا ان کے عقیدے کی غمازی کرتا ہے۔ ان کے جھنڈے کے اوپر اور نیچے کے کناروں پر دو نیلی دھاریاں اور ایک چھ کونوں والا ستارہ ہے۔ دو نیلی دھاریوں سے مراد دریائے فرات اور دریائے نیل کے درمیان کی سرزمین ہے جو عظیم تر اسرائیل کے حدود ہیں۔ چھ کونو والے ستارے سے مراد یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ یہ حضرت داؤد علیہ السلام کی سلطنت کا نشان تھا اور ان کے جھنڈے پر نصب تھا، اسے وہ اپنی زبان میں داؤدی ستارہ (ڈیوڈ سٹار) کہتے ہیں۔ اب اس کا مطلب یہ ہے کہ اس عظیم تر اسرائیل پر حضرت داؤد علیہ السلام کا خاندان حکومت کرے گا۔ اور یہاں سے عالمگیر حکومت قائم کرے گا۔ مقاصد عظمیٰ کے حصول میں درپیش رکاوٹ اور اس کے خلاف

یہود کی حکمت عملی کا اجمالی جائزہ:

یہود کے مقاصد عظمیٰ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں، اب چونکہ یہود اپنی مشکلات سے بخوبی واقف تھے، انہیں اپنی قلت تعداد کا بھی اچھی طرح علم تھا، اور اپنے دشمن کی مضبوطی کا بھی صحیح اندازہ تھا، اس لئے انہیں عیسائی اور مسلمان دنیا میں اپنے ہمنوا بنانے تھے، جو انہیں اپنے تینوں مقاصد کے حصول میں مدد دیتے، پھر انہی کی مدد سے رومن کیتھولک عیسائیوں کے بنائے ہوئے باڑے سے نکلنا تھا، کیوں کہ اس باڑے سے نکلے بغیر وہ کبھی بھی یورپ میں اپنا مقام حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ پھر انہی ہمنواؤں کے ذریعے اپنے مضبوط دشمن عیسائی اور مسلمانوں کی طاقت کو توڑ کر ارضِ مقدّس فلسطین پر قبضہ کر کے عالمگیر حکومت قائم کرنی تھی، اور عالمگیر کنٹرول کے لئے ان معاشرتی قوتوں کو توڑنا تھا۔ تو اس تناظر میں دُنیا کا قدیم نظام "اولڈ ورلڈ آرڈر" یہود کے کام کا نہیں تھا۔ اپنے مقاصد کے حصول کی خاطر دُنیا کی تنظیم نو کی ضرورت تھی، جسے آج "نیو ورلڈ آرڈر" کہا جاتا ہے۔

پہلی رکاوٹ یہود کی قلتِ تعداد:

یہود کی سب سے بڑی مشکل یہ ہے، کہ ان کی تعداد بہت کم ہے، اس قلتِ تعداد کی وجہ یہ ہے کہ ان کے نزدیک یہودی وہی ہو سکتا ہے جو بنی اسرائیل کی نسل میں سے ہو، اس کے علاوہ کوئی بھی شخص چاہے ان کے عقائد اپنائے یا یہود ان کے عقائد کو سچا مانیں یہودی نہیں بن سکتا ہے۔ یہود اپنے کو چنیدہ لوگ کہتے ہیں، جسے قرآن میں نَحْنُ اَبْنَآءُ اللّٰہِ وَ اَحِبَّآءُہٗ (مائدہ ۱۸) کے الفاظ سے ذکر کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور چہیتے ہیں۔ اسی وجہ سے یہود اپنے دین کی طرف دعوت دینے کے قائل نہیں ہیں۔ اس کمزوری کی وجہ سے وہ عیسائیوں اور مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں۔ اور مقاصد عظمیٰ کے حصول کی خاطر مطلوب افراد ان کو میسر نہیں۔ اس مشکل کو دور کرنے کے لئے یہود نے عیسائیوں کو ٹکڑے کر کے ان میں "پروٹیسٹینٹ" طبقہ پیدا کر کے اپنا ہمنوا بنالیا۔ اور مسلمان دنیا میں سیکولر "ماڈرن" طبقہ پیدا کر کے اپنا ہمنوا بنالیا، وضاحت آگے کریں گے، ان شاء اللہ۔

دوسری رکاوٹ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اعلیٰ کا تصور:

مسلم اور یہودی دنیا میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اعلیٰ کا تصور تھا، کیونکہ یورپ میں یہ عقیدہ تھا کہ کلیسا اللہ کی حکومت ہے۔ پاپائے روم دنیا میں اللہ کا

نمائندہ ہے اور بادشاہ پاپائے روم کا نمائندہ ہے۔ بادشاہ کا کام یہ ہے کہ وہ پاپائے روم کے احکامات کے مطابق جو بقول اِن کے اللہ کی طرف سے ہیں، یہ لوگوں پر حکومت کرے، جبکہ بادشاہ اور عوام کی زندگی کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضاء کو حاصل کرنا ہے۔ مگر یہ بات ذہن نشین رہے کہ عیسائیوں کا نظریہ تحریف شدہ ہے وہ اس طرح کہ عیسائی ایک مخصوص طبقہ "پادری" کو عملاً الٰہی تعلیمات سے بالا بلکہ ان کو بذاتِ خود قانون ساز اور حلال و حرام کو متعیّن کرنے والا تصور کرتے ہیں۔ جس طرح آج پارلیمنٹ کو یہ حیثیت حاصل ہے، جو کہ یقیناً باطل نظریہ و عمل ہے۔ یہاں عیسایت کے متعلق کچھ وضاحت کئے دیتا ہوں کہ عیسایت وہ دینِ حق نہیں ہے، جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام لے کر تشریف لائے تھے اور جس کی تبلیغ آپ کے حواریوں نے کی، بلکہ آج کی عیسایت ایک یہودی عالم "پولس" اور "سینٹ پال" کے ذہن کی اختراع ہے، اس دین کا ارتقاء حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انتقال کے کچھ ہی عرصہ بعد ہو گیا تھا۔ پولس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موجودگی میں تو ان کا سب سے بڑا دشمن تھا، مگر ان کے آسمان پر اُٹھائے جانے کے بعد بظاہر مسلمان ہو کر حواریوں کے ساتھ مل کر تبلیغ کرنے لگا۔ وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ اس نے دینِ حق میں تحریفات اور اپنی طرف سے اضافے کرنے شروع کئے، جوں جوں وقت گذرتا گیا لوگ اس کے بتائے ہوئے تحریفات مانتے گئے اور دینِ حق لوگوں کی نظروں سے اُوجھل ہونا شروع ہوا۔ چوتھی صدی عیسوی میں رومی بادشاہ قسطنطین نے عیسائیت قبول کر لی اور یوں دینِ حق لوگوں کی نظروں سے بالکل ہی اوجھل ہو گیا۔

خلاصہ کلام یہ کہ عیسائیوں میں بھی حاکمیتِ اعلیٰ کا تصور وہ نہیں تھا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دیا تھا، بلکہ تحریف شدہ تھا، مگر پھر بھی یہود کے مقاصدِ عظمیٰ کی راہ میں بنیادی رکاوٹ تھی۔

دوسری طرف مسلمانوں کے حاکم "خلیفۃ المسلمین" کے بارے میں مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے، کہ وہ اللہ کے رسول کے نائب ہیں اور اس کا کام اللہ تعالیٰ کے احکامات کو نافذ کرنا، اور لوگوں کو شریعت کے مطابق چلانا ہے۔ قاری کی نظر میں یہ فرق واضح ہو کہ مسلمان اپنے خلیفہ کو عیسائیوں کے پادریوں کی طرح قانون ساز اور حلال و حرام کا اپنی طرف سے متعیّن کرنے والا تصور نہیں کرتے، بلکہ قانون سازی اور حلال و حرام کا تعیّن کرنے والا قانون الٰہی تصور کرتے ہیں، خلیفہ کا کام صرف نفاذ ہوتا ہے۔ جیسے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفہ بننے کے بعد لوگوں کے سامنے فرمایا تھا، کہ اگر میں سیدھا چلوں یعنی شریعت کے مطابق چلوں تو میری مدد کرنا اور اگر میں ٹیڑھا چلوں تو مجھے سیدھا کرنا۔ یہاں اصل مقصد یہود کو درپیش رکاوٹ کا ذکر ہے نہ کہ حاکمیت اعلیٰ کے متعلق مسلمانوں اور عیسائیوں کے نظریے میں موازنہ۔

بہر حال! حاکمیت اعلیٰ کے اس عقیدے کی موجودگی میں یہودی اپنے مقاصد حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ حاکمیت اعلیٰ کے اس عقیدے کو "روشن خیالی" کی لادین تحریک کے ذریعے ختم کیا گیا، جس کی تفصیل آگے آئے گی۔

تیسری رکاوٹ مضبوط معاشرتی نظام:

بنیادی طور پر دنیا میں دو بنیادوں پر معاشرے آباد تھے۔

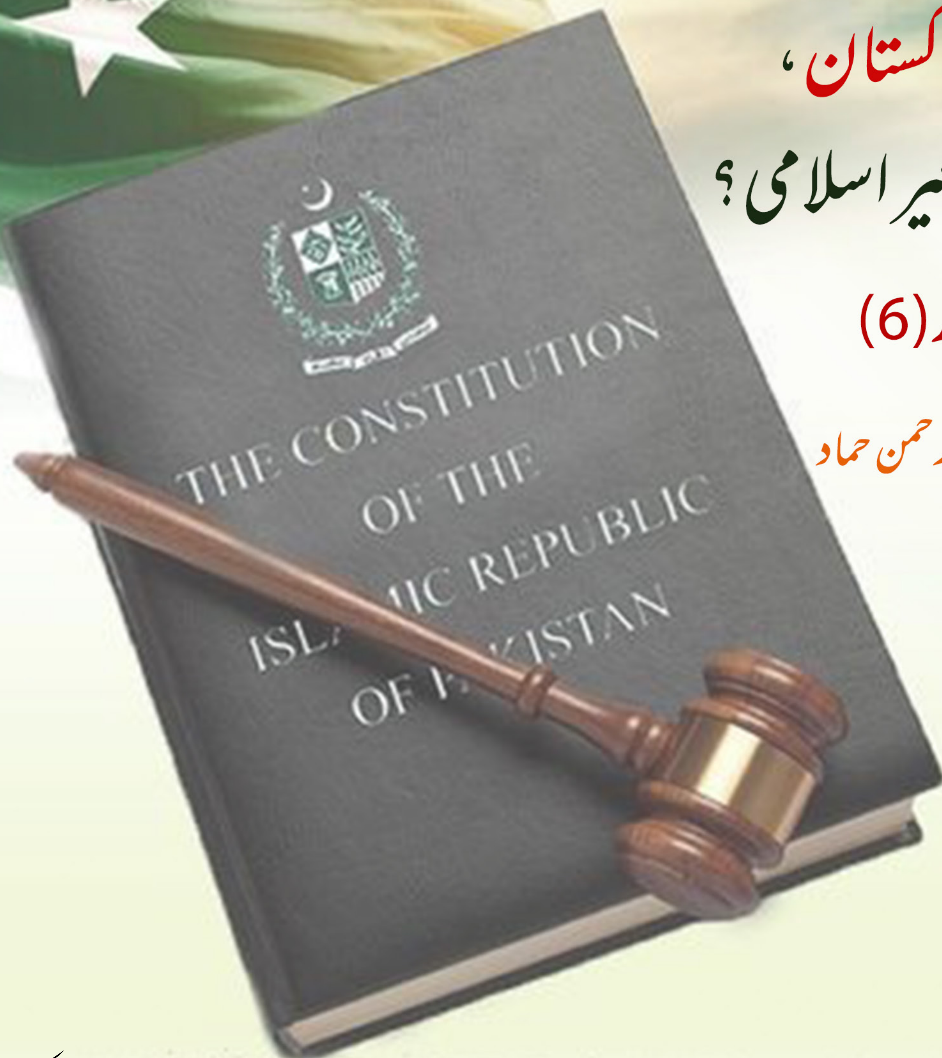
۱: خون کی بنیاد پر قبائلی معاشرہ۔ ۲: زمین کی بنیاد پر زرعی معاشرہ۔

۱: خون کی بنیاد پر قبائلی معاشرہ، وہ معاشرہ ہوتا تھا جس میں خاندان مرد کی قیادت میں قائم تھا، اور جس میں قبیلے ہوتے تھے، اور قبیلوں سے قومیں بنتی تھیں۔ انتہائی مضبوط معاشرے ہوتے تھے، جو اپنی مفادات کی خود حفاظت کر سکتے تھے، یہ معاشرتی ترتیب یہودیوں کے لئے بہت خطرناک تھی، کیونکہ یہ اتنی مضبوط ترتیب تھی کہ کوئی ایک قبیلہ اُٹھ کر یہودیوں کو شکست دے سکتا تھا، یا ان کے مقاصد میں رخنہ ڈال سکتا تھا۔ یہود معاشرے کے ان قوتوں پر قابو حاصل کئے بغیر عالمگیر حکومت قائم نہیں کر سکتے تھے۔ یہود نے خاندانی یا قبائلی نظام کو سرمایہ دارانہ جمہوریت، آزادی اور مساوات کے نعروں کی مدد سے توڑا۔ تفصیل تھوڑی دیر بعد۔

۲: زمین کی بنیاد پر زرعی معاشرہ؛ چونکہ دنیا پر حکومت کرنے کے لئے زر کی قوت ایک لابدی چیز ہے، لہٰذا عالمی معیشت پر قبضہ کئے بغیر یہود مقاصدِ عظمیٰ میں کامیاب نہیں ہو سکتے تھے۔ یہود تاجر پیشہ تھے، ان کی عادت یہ تھی، کہ جہاں جاتے سود در سود کا نظام قائم کرتے، نتیجے میں معاشرہ اپنا خون چوستا دیکھ کر ان کے خلاف کھڑا ہو جاتا، اور ان کو قتل اور جلاوطن کرتا، اور ان کے مال پر قبضہ کرتا، تاریخ میں کئی دفعہ ایسا ہوا۔ اب یہود کو "ایکنامیک انٹرگریشن" چاہیئے تھی۔ جس کا مطلب ہے کہ مقامی اور ملکی معیشت کو ایک دوسرے کے ساتھ ایسا منسلک کیا جائے کہ عالمی سطح تک معیشت کا ایک ہی نظام قائم ہو، اور اس کے نتیجے میں "گلوبل کیپیٹل" عالمی سرمایہ پیدا ہو، اور اس کی باگ ڈور یہود کے ہاتھ میں ہو، جس کی وجہ سے یہود دنیا کی تجارت اور پیداوار پر غالب آجائیں گے اور پھر اس معیشت کو یہود جب چاہیں تجارت کے لئے استعمال کریں، اور جب چاہیں عسکری آلہ کے طور پر استعمال کریں۔ تفصیل آگے ملاحظہ ہو۔

یہود نے ان رکاوٹوں کو کیسے ہنڈل (کنٹرول) کیا؟

یہود کے مقاصدِ عظمیٰ کے حصول میں حائل رکاوٹوں کا ہم مختصراً ذکر کر چکے ہیں۔ اب ان رکاوٹوں کو ختم کرنے کے لئے ان کی اختیار کی ہوئی حکمت عملی کا مختصر جائزہ لیتے ہیں۔



آئینِ پاکستان،
اسلامی یا غیر اسلامی؟
قسط (6)

شیخ عبدالرحمن حماد

جیسا کہ گزشتہ قسط میں وعدہ کیا تھا کہ آئین پاکستان کی ان دفعات کا پہلے جائزہ لیاجائے گا جنہیں بنیاد بنا کر آئین کے اسلامی ہونے کا ڈھنڈورہ پیٹا جاتا ہے، جس پر پچھلی پانچویں قسط میں کچھ بات ہوئی بھی تھی، اس قسط میں ارادہ تھا کہ اسی کو آگے بڑھاؤں، مگر چند دن پہلے ایکشن پلان کی اپیکس کمیٹی کا اجلاس ہوا، جس میں بہت سے فیصلے ہوئے (جو بعد میں شائع بھی کئے گئے)جن میں چند یہ ہیں:

پاکستان میں غیر قانونی طور پر مقیم تمام غیر ملکی شہریوں کو ۳۱اکتوبر ۲۰۲۳ تک پاکستان چھوڑنے کیلئے خبردار کیا جاتا ہے۔

یکم نومبر ۲۰۲۳سے وفاقی اور صوبائی قانون نافذ کرنے والے ادارے تمام غیر قانونی طور پر مقیم غیر ملکیوں کی گرفتاری اور جبری ملک بدری کو یقینی بنانے کیلئے تمام ممکنہ اقدامات کریں گے۔

یکم نومبر ۲۰۲۳سے غیر قانونی طور پر مقیم غیر ملکیوں کے کاروبار/ جائیدادیں ضبط کرلی جائیں گی اور غیر قانونی کاروبار کرنے والوں اور ان کے سہولت کاروں کے خلاف سخت کاروائی کی جائے گی۔

یکم نومبر ۲۰۲۳کے بعد پاکستان میں مقیم غیر قانونی غیر ملکیوں کو رہائش فراہم کرنے یا سہولیات فراہم کرنے والے کسی بھی پاکستانی شہری یا کمپنی کے خلاف سخت قانونی کاروائی کی جائے گی۔

وزارت داخلہ کی زیر نگرانی ایک ٹاسک فورس تشکیل دی گئی ہے جس میں قانون نافذ کرنے والے اور انٹیلیجنس کے اراکین شامل ہوں گے۔

اس ٹاسک فورس کا مقصد جعلی شناختی کارڈ کے حامل لوگوں اور ان کی جعلی کاغذات پر بنی غیر قانونی جائیدادوں کو ضبط کرنا ہوگا۔

اور سرفراز بگٹی (عبوری وزیر داخلہ) نے پریس کانفریس کرتے ہوئے حکم جاری کیا کہ غیر ملکی تارکین وطن (خصوصاً افغان مہاجرین) ایک مہینے سے کم مدت (یعنی ۳/۱اکتوبر ۲۰۲۳ء تا ۳۱/۱اکتوبر ۲۰۲۳ء) میں پاکستان سے نکل جائیں۔

اور ساتھ میں عملاً پاکستانی سیکیورٹی اداروں کی طرف سے ہزاروں افغان مسلمان مہاجرین کو بے رحمانہ انداز میں پکڑ کر تھانوں اور جیلوں میں لیجایا گیا، خفیہ اداروں اور پولیس نے افغان نابالغ بچوں اور جوانوں پر جو تشدد کیا اس کی کئی ویڈیوز وائرل ہوئیں، افغان پاک دامن عورتوں کو ان کے گھروں سے اٹھا کر بھیڑ بکریوں کی طرح فوجی ٹرکوں میں لاد کر بے عزت کیا گیا،

افغان مہاجرین کی ناداری میں بنائی ہوئی غریب خانے بلڈوز کئے گئے، افغان تاجروں کے کاروبار کو بند کیا جارہا ہے، انہیں ہر طرح ہراساں کیا جارہا ہے اور سب سے بڑھ کر فوجی بوٹ پالش کرنے والے صحافیوں، وی لاگرز اور اینکرز نے افغان مہاجرین کو بے عزت کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، صحافتی اصولوں کو بالائے طاق رکھ کر انہیں گالیاں تک دیں۔

عام طور پر یہی سمجھا جاتا ہے کہ یہ جو حکم نامہ جاری ہوا اور اس کے بعد جو ظلم و ستم کا بازار گرم ہوا یہ اسٹیبلشمنٹ کے سایہ میں قائم موجودہ حکومت کا غیر دانشمندانہ فیصلہ ہے جو انہوں نے نا سمجھی میں کیا ہے، اس کا پاکستان کے کسی قانون یا سنجیدہ قیادت سے کوئی تعلق نہیں۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ بات اتنی سادہ اور سطحی نہیں! بلکہ یہ فیصلہ قومی ایکشن پلان کی اپیکس کمیٹی کا فیصلہ اور کارروائیاں ہیں اور اس کمیٹی میں تمام مقتدر اداروں کے سربراہان شامل ہیں، اس بہیمانہ فیصلے اور کارروائیوں کو چند افراد کے ساتھ جوڑنا ٹھیک نہیں، اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ انہوں نے یہ فیصلہ اس لیے کیا کہ پاکستان کا آئین انہیں ایسا کرنے کی اجازت دیتا ہے، چنانچہ آئین پاکستان کی دفعہ ۲۴ کے تحت شق نمبر (۲) میں ہے:

"کوئی جائیداد زبردستی حاصل نہیں کی جائے گی اور نہ قبضہ میں لی جائے گی، بجز کسی سرکاری غرض کے لیے اور بجز ایسے قانون کے اختیار کے ذریعے جس میں اس کے معاوضہ کا حکم دیا گیا ہو اور یا تو معاوضہ کی رقم کا تعین کر دیا گیا ہو یا اس اصول اور طریقے کی صراحت کی گئی ہو جس کے بموجب معاوضہ کا تعین کیا جائے گا اور اسے ادا کیا جائے گا"۔

اور پھر بطورِ استثناء اسی دفعہ ۲۴ کے تحت شق نمبر (۳) میں لکھتے ہیں:

اس آرٹیکل (دفعہ) میں مذکور کوئی امر حسبِ ذیل کے جواز پر اثر انداز نہیں ہوگا...

(الف) کوئی قانون جو جان، مال یا صحت عامہ کو خطرے سے بچانے کے لیے کسی جائیداد کے لازمی حصول یا اسے قبضے میں لینے کی اجازت دیتا ہو۔ یا

(ب) کوئی قانون جو کسی ایسی جائیداد کے حصول کی اجازت دیتا ہو جسے کسی شخص نے کسی ناجائز ذریعے سے یا کسی ایسے طریقے سے جو خلافِ قانون ہو حاصل کیا ہو یا جو اس کے قبضہ میں آئی ہو، یا

(ج) کوئی قانون جو کسی ایسی جائیداد کے حصول، انتظام یا فروخت سے متعلق ہو جو کسی قانون کے تحت متروکہ جائیداد یا دشمن کی جائیداد ہو یا متصور ہوتی ہو (جو ایسی جائیداد نہ ہو جس کا متروکہ جائیداد ہونا کسی قانون کے تحت ختم ہو گیا ہو)

پاکستانی ریاستی اداروں کے یہاں افغان باشندے دشمن کے زمرے میں بھی آتے ہیں اس لیے دفعہ ۲۴ کی شق (۳) کے پیرا (ج) کی رو سے ان کی جائیداد ضبط کرنا آئینی کام ہے، اسی طرح اکثر افغان باشندوں نے ریاستی اداروں کی ملی بھگت سے پاکستانی شناختی کارڈ بنائے ہیں اور آج جب افغان طالبان کے ساتھ ان کے تعلقات ٹھنڈے پڑ گئے یا بموجبِ "چور کی ڈاڑھی میں تنکا" مغصوبہ وطن کے مالک سے خطرہ محسوس کیا تو چونکہ پاکستانی قانون کے مطابق افغان شہری پاکستان کا شناختی کارڈ بنوانے کے اہل نہیں اس لیے اس شناختی کارڈ پر حاصل کردہ جائیداد اور کاروبار بھی آئین کی دفعہ ۲۴ کی رو سے ایسی جائیداد ٹھہرتی ہے جو خلافِ قانون حاصل کی گئی ہے اس لیے اسٹیبلشمنٹ کے سایہ میں قائم موجودہ عبوری حکومت کا یہ فیصلہ کیا، اور یہ ایک ایسا فیصلہ ہے جو کسی عدالت میں چیلنج بھی نہیں کیا جاسکے گا، کیونکہ افغان شہریوں کی جائیداد و کاروبار کی ضبطگی کا فیصلہ آئینی ہے۔

حالانکہ ایک مسلمان سے اس کی مملوکہ جائیداد ضبط کرنا، حکومتی تحویل میں لینا، یا اسے زبردستی کم ریٹ پر بیچنے پر مجبور کرنا اسلامی شریعت میں جائز نہیں جیسا کہ محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

دفعہ نمبر ۲۳ میں حکومت کو جو گنجائش دی گئی ہے کہ وہ جائیدادوں کو بلامعاوضہ اپنی تحویل میں لے سکتی ہے، یہ اسلام کے خلاف ہے، اسلام میں اگر کوئی جائیداد حرام طریقے سے حاصل ہوئی ہے تو وہ بلاشبہ ناجائز قابض سے لے کر اصل مستحق کو پہنچانا ضروری ہے، لیکن اگر کوئی جائیداد کسی نے حلال طریقے سے حاصل کی ہے تو اسے چھین لینا کسی طرح جائز نہیں، خواہ کتنی ہی ہو، مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی توسیع کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے امیر المؤمنین بھی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو جائیداد کو فروخت کرنے پر مجبور نہیں کر سکے، اس لیے حلال جائیدادوں کو بالجبر وصول کرنے کی گنجائش ختم کر کے

یہاں صرف یہ تصریح کی جائے کہ:"البتہ حرام طریقوں سے حاصل کی ہوئی جائیداد یا دولت کو قرآن وسنت کے احکام کے مطابق اصل مستحقین تک پہنچانے کے لیے قوانین وضع کئے جاسکیں گے اور حرام و حلال دولت کی تعیین کا اختیار عدالت عالیہ کو ہوگا۔"(بصائر وعبر،ج:۱،ص:۷۰)

اسی دفعہ(۲۳) پر مزید کلام فرماتے ہوئے بنوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ترمیمات کی دفعہ ۲۳ میں یہ بات واضح کردی گئی تھی کہ جائز ذرائع سے جو ملکیت حاصل کی گئی ہو زبردستی حکومت کے اس پر قبضہ کرنے یا اس کی تحدید کرکے عوام میں تقسیم کرنے کا کوئی شرعی جواز نہیں ہے۔(بصائر وعبر،ج:۱،ص:۷۱)

بعض لوگوں کو یہ شبہہ ہوسکتا ہے کہ پاکستان کے آئین پر تو بڑے بڑے علماء کے دستخط موجود ہیں تو مذکورہ بالا دفعہ بھی اسلامی ہی ہوگی، اور بعض درباری مولویوں اور مذہبی اسکالرز نے اسے اسلامیانے کی کوشش کی بھی ہے، مگر قربان جاؤں محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ پر، کہ انہوں نے اس پر بڑے اچھے انداز سے رد فرمایا ہے، قارئین کو چاہئے کہ بنوری رحمہ اللہ کی پوری تحریر(بصائر وعبر جلد:۱، صفحہ ۷۱ تا ۷۳) مطالعہ فرمائیں، البتہ چند اقتباسات قارئین کرام کی دلی تسکین کے لیے پیشِ خدمت ہیں،

حضرت رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

نہ معلوم کیوں ہمارے ایک کرم فرمانے جن کی ہمارے دلوں میں عزت واحترام ہے اس پر تنقید کرکے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اسلامی قاضی کے حکم سے یہ سب کچھ کرنا جائز ہے، اور افسوس ہے کہ اس دعوے کے ثبوت میں حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کی کتاب "ایضاح الادلۃ" کی ایک عبارت بطورِ دلیل پیش کرکے اس سے ایک مجتہدانہ استنباط فرمایا ہے، اناللہ! یہی تو آج کل کا سب سے بڑا فتنہ اور سب سے بڑی مصیبت ہے، یقیناً ایک غیر عالم جب علمی دقیق فقہی مسائل میں دخل دے گا تو ایسی ہی خطرناک غلطیوں میں مبتلا ہوگا۔۔۔۔۔۔۔۔وہ فقہی مسئلہ جس پر حضرت شیخ الہند قدس اللہ سرہ نے بحث فرمائی ہے اس کا فقہی عنوان یہ ہے:

"قضاء القاضی بشہادۃ الزور ینفذ ظاھراً وباطناً فی العقود والفسوخ دون الاملاک المرسلۃ"۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ کوئی شخص مثلاً کسی ایسی عورت پر جو نہ کسی دوسرے شوہر کی منکوحہ ہو اور نہ کسی دوسرے شوہر کی عدتِ طلاق وغیرہ میں ہو یہ دعوی کرے کہ یہ میری منکوحہ بیوی ہے اور دو گواہ پیش کرے، جو بالکل جھوٹے ہوں اور قاضی حقیقتِ حال سے بے خبر ہونے کی بنا پر یہ سمجھے کہ گواہ بالکل سچے ہیں اور اسی شہادت کی بناء پر قاضی یہ فیصلہ کردے کہ جاؤ یہ تمہاری بیوی ہے، تو یہ فیصلہ ظاہر وباطن میں اس لیے صحیح اور نافذ ہوگا کہ محل کے صالح ہونے کی وجہ سے قاضی کا یہ حکم خود بمنزلہ "عقد نکاح" کے ہوگیا۔۔۔۔۔۔۔۔ اس خاص مسئلے کے دائرے کو وسیع کرکے اس سے زمین کی ملکیت کا مسئلہ نکالنا کتنا عجیب استنباط ہے؟ اور اگر اس بنیاد پر کہ ہر ہر چیز کا حقیقی مالک حق تعالی ہے ہماری جان بھی اسی کی ہے، ہمارا مال بھی اسی کا ہے، ایک قاضی کو اس کا اختیار دیا جاتا ہے کہ جس کا مال جس کو چاہے دے دے اور اسی کا نام شریعت فہمی ہے تو اس طرح تو نہ کسی پر زکوۃ لازم ہوگی نہ عشر، نہ حج فرض ہوگا اور نہ قصاص لازم ہوگا، وائے افسوس کہ اتنی فہم بھی اس نام نہاد مجتہد کو نصیب نہیں کہ یہ سمجھ سکے کہ حکم شرعی کی علت کیا ہوتی ہے اور حکمت کیا ہوتی ہے، درحقیقت غیر عالم اس فرق کو سمجھ ہی نہیں سکتا، بحث کے تمام پہلو خود "ایضاح الادلۃ" میں موجود ہیں، اگر اس کو صحیح طور پر پڑھا اور سمجھا جاتا تو کبھی ایسی جرأت نہیں ہوسکتی تھی، ہمارا دعوی ہے کہ کسی بھی اسلامی مذہب میں چار اماموں کے مذاہب ہوں یا زیدیہ، جعفریہ، امامیہ، اباضیہ، خارجیہ کے مذاہب ہوں اس کی اجازت قطعاً نہیں کہ کسی کی مملوکہ زمین اور جائز ملکیت اس سے بغیر اس کی رضا کے اور بغیر معاوضہ کے چھین کر کسی دوسرے کے حوالے کردی جائے، چاہے کوئی بھی اسلام کی دعویدار جماعت یا اسلامی سوشلزم کا نعرہ لگانے والی حکومت ہو، تحدید ملکیت کے غیر اسلامی نظام کا شرعی ثبوت پیش نہیں کرسکتا، ہاں! ظلم وجور اور طاقت وقوت کے بل بوتے پر جو چاہے کرے۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔(بصائر وعبر،ج:۱،ص:۷۱ تا ۷۳)

قارئین کرام! اس دفعہ(۲۴) کی شق نمبر(۳) میں قانون کے لفظ کو بار بار دہرایا گیا ہے، جس سے عام قاری کو یہی تاثر ملتا ہے کہ کسی کی مملوکہ جائیداد کی ضبطگی شریعت کے موافق ہو تو اس میں کیا حرج ہے؟ مگر بات ایسی نہیں، کیونکہ پاکستان کے قوانین میں بہت زیادہ تعداد ایسے قوانین کی ہے جو خلافِ شریعت ہیں،(جس پر ان شاء اللہ

تفصیلاً بات کریں گے) تو خلافِ شریعت قانون کے ذریعے کسی مالک کو اس کی مملوکہ جائیداد سے کیونکر محروم کیا جاسکتا ہے؟

اسی طرح اس دفعہ کے پیرا (ب) کے تحت جو "ناجائز" کے الفاظ ہیں، اس سے بھی بعض لوگوں کو شبہہ ہو جاتا ہے کہ ناجائز طریقے سے حاصل کردہ جائیداد و کاروبار کو ضبط کرنا کونسی بری بات ہے؟! مگر بات اتنی سطحی نہیں، اگر آئین میں یہ صراحت ہو کہ "ناجائز" سے مراد شرعاً ناجائز ہے تب تو یہ پیرا موافقِ شرع ہو سکتا ہے حضرت العلامہ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کی ذکر کردہ تشریح کے ساتھ، لیکن زمینی حقائق یہ ہیں کہ "ناجائز" کی تشریح بھی دیگر دفعات کی طرح موجودہ لارڈ میکالے کے بنائے ہوئے نظام پر قائم عدالتوں کے سپرد ہے، کیونکہ پاکستان کی موجودہ عدالتیں لارڈ میکالے کے بنائے ہوئے قانونی مجموعے (مجموعہ تعزیراتِ ہند، جو معمولی تغییرات سے اب مجموعہ تعزیراتِ پاکستان کے نام سے موسوم ہے) کی تشریحات و توضیحات کے مطابق فیصلہ دینے کی پابند ہیں، اس لیے اس دفعہ کا خلافِ شرع ہونا واضح ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

تو جب یہ دفعہ خلافِ شرع ٹھہرا تو جو حکم اس پر بنا ہوگا وہ بھی خلافِ شرع ٹھہرے گا، لہذا غیر شرعی آئین کے تحت حکومت پاکستان کی اپیکس کمیٹی کے مذکورہ بالا احکامات خلافِ شرع ہیں، پاکستان کے علماء کو چاہئے کہ ہر فورم پر اس کے خلاف آواز اٹھائیں۔

جاری ہے...

دو ٹوک بیانات صرف کمزوروں کیلئے، جیسی ریاست ویسا کرکٹ بورڈ

مولانا خالد قریشی

گزشتہ دنوں پاکستانی میڈیا پر ایک مسئلہ اٹھا کہ کیا ایشیا کپ کرکٹ ٹورنمنٹ کیلئے ہندوستان کی ٹیم پاکستان آئے گی یا نہیں؟ آئی تو یہ ہوگا، نہ آئی تو وہ ہوگا وغیرہ... اتنے میں اس وقت کے پاکستان کرکٹ بورڈ کے چیئرمین رمیز راجہ کا یہ بیان سامنے آیا۔

"چیئرمین پاکستان کرکٹ بورڈ رمیز راجہ نے بھارتی کرکٹ بورڈ کو دوٹوک پیغام دیدیا۔ بھارتی ٹیم ایشیا کپ کیلئے پاکستان آئے گی تو ہم بھی ورلڈ کپ میں جائیں گے۔ اگر ہم ورلڈ کپ نہیں کھیلیں گے تو اسے کون دیکھے گا؟ بھارت کے پاکستان میں ایشیا کپ نہ کھیلنے سے متعلق اب تک کوئی بات نہیں ہوئی ہے لیکن جب بھی موقع ملے تو یہی بات کروں گا۔ ہماری ٹیم ٹی ۲۰ ورلڈ کپ کا فائنل کھیل کر آئی ہے ہم نے دنیا کی بہترین ٹیموں کو ہرایا ہے۔"

اس دوران میڈیا پر بی سی سی آئی (انڈین کرکٹ بورڈ) کی طرف سے بیان سامنے آیا کہ وہ پاکستان نہیں آئیں گے، بیان ملاحظہ فرمائیں۔

"بھارتی میڈیا کے مطابق بھارتی کرکٹ بورڈ کے سیکریٹری جے شا نے کہا ہے ایشیا کپ کسی نیوٹرل وینیو پر ہوسکتا ہے، لیکن بھارتی ٹیم پاکستان نہیں جائے گی، اس سے پہلے یہ خبریں بھی آرہی تھیں کہ بھارتی ٹیم ایشیا کپ کیلئے پاکستان آسکتی ہے تاہم اب بھارتی بورڈ کی جانب سے اس کی تردید کردی گئی ہے۔"

اب پی سی بی چیئرمین رمیز راجہ کے بیان کے مطابق تو ریاست کو بھی فیصلہ کرلینا چاہیے تھا کہ پیسہ اور شہرت وغیرہ جائے بھاڑ میں، ہم نے اپنے موقف پر ہی ڈٹے رہنا ہے، مگر افسوس کہ ایسا نہ ہوسکا اور وہی ہوا جس کی طاقتور کے آگے پاکستان سے توقع کی جاتی ہے۔ یوں کہیں کہ جیسی ریاست ہے ویسا ہی اس کا کرکٹ بورڈ ہے کہ کمزوروں کے سامنے تو وہ کی گئی بات پر ایسے ڈٹتے ہیں کہ بات اقوام متحدہ اور پوری دنیا تک پہنچ جاتی ہے، مگر اپنے سے ذرا اوپر والے کو یہ دیکھ بھی نہیں سکتے۔ اور پھر وہی ہوا جس کا تمام پاکستانیوں خصوصا کرکٹ شائقین کو ڈر تھا۔ خبر ملاحظہ فرمائیں۔

"پاکستانی کرکٹ ٹیم ورلڈ کپ میں شرکت کے لیے بھارت پہنچ گئی ہے جو قومی ٹیم کا ۷ سال بعد پہلا دورہ بھارت ہے۔ پاکستانی ٹیم گزشتہ روز ورلڈ کپ میں شرکت کے لیے روانہ ہوئی تھی جہاں دبئی میں قیام کے بعد قومی ٹیم اب بھارت کے شہر حیدرآباد دکن پہنچ چکی ہے۔ پریس ٹرسٹ آف انڈیا نے قومی ٹیم کی فلائٹ کی حیدرآباد پہنچنے کی تصدیق کی۔"

صرف یہی نہیں بلکہ ایک طرف ہندوستان کے شہر حیدرآباد میں پاکستانی کھلاڑیوں کے پرتپاک استقبال کی کہانیاں بننے لگیں تو دوسری طرف رمیز راجہ بحیثیت کمنٹریٹر ہندوستان سے سکرین پر نظر آئے۔ سوشل میڈیا صارفین نے تو ان کی خوب درگت بنائی مگر صدمہ اس وقت ہوا جب پاکستان کرکٹ ٹیم کے کپتان بابر اعظم نے پاکستانی صحافیوں کے سوالات کا ایک جواب دیا کہ "سب جواب سٹیڈیم میں دیئے جائیں گے" اور پھر ان کی ٹیم ہندوستان کیخلاف ریت کی دیوار ثابت ہوئی جیسا کہ وہ ۱۹۹۲ء کرتے نظر آرہے ہیں۔

کرکٹ کا شوق اور ورلڈ کپ کا چرچا ایک طرف، مگر آپ کو یہ بتانا مقصود تھا کہ جیسا باپ ہوتا ہے ویسا ہی بیٹا ہوتا ہے۔ اب یہ کرکٹ بورڈ اسی ریاست کے ماتحت ہے، جو مسئلہ کشمیر پر تو مذاکرات اور بات چیت پر یقین رکھتی ہے اور بار بار اس کیلئے بھیک بھی مانگی ہے، مگر غریب افغان مہاجرین اور قبائل و بلوچوں کیلئے اس کے منہ سے نکلی بات پتھر کی لکیر ہوتی ہے اور پھر اس پر اترنے کیلئے بمباریوں سے لیکر جعلی مقابلوں تک سب کر بیٹھتی ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ اسی بورڈ نے ایک بیان پر چھ سے سات پاکستانی کھلاڑیوں کو افغانستان جاکر کرکٹ لیگ کھیلنے سے منع کردیا تھا لیکن دوسری طرف انڈین کرکٹ لیگ میں کھیلنے کا ارماں دل میں لیے بیٹھے ہیں کہ کب صدا آئے اور ہم لبیک کہیں۔

سوشل میڈیا پر پاکستانی سپورٹس رپورٹرز اور دیگر سوشل میڈیا صارفین کا ردعمل دیکھ کر تو یہی لگتا ہے کہ افغانستان سے شکست نے تو شاید پاکستان کرکٹ بورڈ کو رمیز راجہ کی بات دلائی ہوگی کہ کاش... ہم ورلڈ کپ کھیلنے ہی نہ جاتے۔

بہترین قانون

الیاس یوسف زئی

انسانوں کو اجتماعی زندگی بسر کرنے کے لئے قانون کی ضرورت ہے لیکن معاشرے میں کس قانون کو حاکم ہونا چاہئے اس بارے میں تین نظریات پائے جاتے ہیں۔

پہلا نظریہ:

عدالت اور قانون کا اصولِ عدالت کے موافق ہونا ہے اور ہر وہ قانون جس میں جتنا عدل ہو گا اسی کو معاشرہ میں جاری ہونا چاہئے۔

دوسرا نظریہ:

وہ قانون بہتر و برتر ہے جو معاشرتی نظام اور سلامتی کے عمل کو پورا کر سکے۔

تیسرا نظریہ:

یہ ہے کہ وہ قانون بہتر و برتر ہے جو لوگوں کی زندگی کی تمام ضرورتوں کو پورا کر سکے۔

یہ تین نظریات ان افراد کے مقابل ہیں جن کا عقیدہ یہ ہے کہ قانون کی تشخیص و تعیین کرنے کا کوئی بنیادی معیار نہیں ہے، بلکہ معیار لوگوں کی خواہش ہے، معاشرہ جس چیز کو پسند کرے وہ بہتر ہے اور قانون بھی اسی بنیاد پر بننا چاہئے۔ دین اسلام کی نظر میں وہ قانون سب سے بلند ہے جو انسانوں کی مادی اور معنوی ضرورتیں چاہے وہ کتنی ہی وسیع کیوں نہ ہوں بہتر طریقے سے پوری کر سکے۔

اسلامی قوانین کی بنیاد نظریہٴ توحید پر ہے اور یہ نظام خلافت کی صورت میں برگ و بار لاتا ہے، جس کے تحت منتخب حکمران (خلیفہ)، شوریٰ کے ذریعے امور حکمرانی کی بجا آوری، جو انسانوں میں مساوات کے اصول پر قائم ہوتی ہے۔ اسی نظام میں قانون کی حکمرانی، انسانی حقوق، اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ، حکمرانوں کا احتساب، سیاسی عمل کی شفافیت اور نظام کے قانونی، سیاسی، سماجی، اقتصادی اور بین الاقوامی پہلوؤں میں عدل و انصاف کی بالادستی ہی اوّلین ترجیح ہوتی ہے۔ شرعی قانون ایک ایسا وسیع نظمِ ریاست پیش کرتی ہے جس کے اندر رہتے ہوئے عوام وحی الٰہی کی رہنمائی میں ایک مہذب معاشرے اور اس کے معاشرتی ادارے، جن میں ریاست کے تمام شعبے (organs) بھی شامل ہوتے ہیں، تشکیل دیتے ہیں۔ اسلامی طرز حکومت کثیر جہتی اجتماعی اور سیاسی نظام قائم کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

چنانچہ ایسے معاشرے میں مختلف مذاہب اور نسلی و لسانی گروپوں کے درمیان صحت مندانہ بقائے باہمی کا جذبہ پروان چڑھتا ہے اور قومی اور بین الاقوامی سطح پر مختلف ثقافتوں اور تہذیبوں کے درمیان باہمی تعامل کی فضا کو فروغ حاصل ہوتا ہے۔ اسلامی نظام کے تحت معاشرے میں ہر طرح کی ہم آہنگی اور اتحاد و اتفاق پیدا ہوتا ہے۔ جس کے باعث موجودہ دور میں، جب کہ پوری دنیا ایک عالمی شہر کی شکل اختیار کر چکی ہے، امن کے قیام اور تمام انسانوں کے لیے ایک منصفانہ سماجی و سیاسی نظام کے قیام کو یقینی بنایا جاسکتا ہے۔

اسلام ہی مکمل ضابطہٴ اخلاق ہے، یہ ایک جامع اور ہمہ گیر طرزِ حیات ہے۔ یہ ایک دین ہے جو انسانی وجود کے تمام انفرادی و اجتماعی، اخلاقی و دنیاوی، مادی و روحانی، قانونی و سماجی، معاشی و تعلیمی، قومی و بین الاقوامی پہلوؤں پر محیط ہے۔

مسلم مما لک پر قابض آمرانہ اور استبدادانہ حکومتیں نو آبادیاتی سامراج اور مغرب زدگی کا نتیجہ ہیں۔ ان کا مسلمانوں کے تصورات، تاریخ یا مسلمانوں کی آج کی امنگوں اور آرزؤوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مسلمان مغرب کی سیکولر جمہوریت کو اپنے اصولوں، اقدار اور روایات سے بیگانہ تصور کرتے ہیں۔ چنانچہ مسلم مما لک میں نو آمرانہ اور جابرانہ حکومتیں نظر آرہی ہیں وہ بذریعہ جبر ٹھونسی گئی روایات کا حصہ ہیں، جن کے خلاف جدوجہد میں احیائے خلافت کی قوتیں مصروف عمل ہیں۔ استبدادانہ اور جابرانہ حکومتوں کا قیام اور فروغ، ایسی حکومتیں خواہ شہری ہوں یا فوجی آمریت، منتخب شدہ ہوں یا وراثتی، یہی اسلامی قوانین کی نفی اور بنیادی انسانی حقوق غصب کرنے کی ذمہ دار ہیں۔ ایسی حکومتیں مغربیت اور لاقانونیت کا ثمرہ ہیں۔ لاقانونیت، بدامنی اور فساد خاندانوں، معاشروں اور مما لک کو تباہی و بربادی کی طرف دھکیل دیتے ہیں۔ فساد کی صورت میں معاشرتی، معاشی اور سیاسی امن درہم برہم ہو جاتا ہے۔ بدامنی کی فضا میں علوم و فنون کی ترقی رک جاتی ہے اور صنعتی ترقی کے لیے فضا سازگار نہیں رہتی، بلند تر اقدار نہیں پنپ سکتیں اور معاشرے کا ہر فرد مستقل طور پر خوف و ہراس کا شکار ہو جاتا ہے۔

اگر افراد زیادہ دیر تک خوف و ہراس کی کیفیت میں مبتلا رہیں تو ان کی صلاحیتیں تباہ ہو جاتی ہیں، افراد نفسیاتی مریض بن جاتے ہیں، علوم و فنون کی ترقی مطلوب ہو یا صنعتی ترقی کا پروگرام صرف پُرامن فضا میں ہی ممکن ہو سکتا ہے، فساد اور بدامنی کی فضا میں تو کوئی شخص رہنا بھی گوارا نہیں کرتا۔

شرعی قانون علوم و فنون اور معاشرت و معیشت میں ترقی چاہتا ہے۔ اس لیے اس نے فتنے فساد کے خاتمے کے لیے مؤثر اور مثبت لائحہ عمل دیا ہے۔ وہ عبرت کے لیے حدود و تعزیرات کی صورت میں سزائیں بھی نافذ کرتا ہے تاکہ جن پر کوئی نصیحت اثر نہ کرے، اُنہیں قانون کے شکنجے میں جکڑ کر لاقانونیت سے روکا جا سکے۔ وہ جرائم جن کی وجہ سے دنیا میں فتنہ و فساد پیدا ہوتا ہے اور معاشرے کا امن و سکون غارت ہو جاتا ہے۔

قانون کے نفاذ کے حوالے سے یہی حال وطن عزیز پاکستان کا ہے کہ یہاں کرپشن، لوٹ مار، چوری ڈکیتی اور سیاسی بدعنوانیوں کے بھرمار ہے، جس کی وجہ یہاں اسلامی قانون کا نہ ہونا ہے۔ تحریک طالبان پاکستان اسی لیے کوشاں ہے کہ یہ ملک ان تمام جرائم سے پاک اور اس کو اس کا مقصد حصول مل جائے، جس کیلئے ہم پر اس کا ساتھ دینا لازم ہے۔

القدس، مسلمانانِ پاکستان اور امتِ مسلمہ پر ڈھائے جانے والے مظالم اور اسکا حقیقی و انقلابی مشروع حل

حزابہ غازی

اللہ تعالی کے ہاں اگر کوئی دین معتبر ہے تو وہ فقط اسلام ہی ہے اور اسکے تعارف، حسن اور اسکی تنفیذ کے لیے ربِ لم یزل جَلَّ جَلَالَہٗ نے محسنِ انسانیت جناب رسول اللہ ﷺ کو بھیجا، جنھوں نے یہ فریضہ اپنے وارثین صحابہؓ کو عطاء کیا اور صحابہؓ نے بھی اس فریضے کو پورا کرنے کا حق ایسا ادا کیا کہ مکہ و مدینہ کی وادیوں سے اسلام کی روشنی پھیلتے پھیلتے ۲۲ لاکھ مربع میل تک اس امن و سلامتی، نظم و نسق، اصول و ضوابط، قرآن و حدیث اور جہاد و تبلیغ کیساتھ پھیلی کہ یورپ آج بھی اس نظام کو زبردست نظام گردانتا اور تسلیم کرتا ہے، جس کی مثال حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سیرت پر ایک عیسائی لڑکی کی ۹ جلدوں پر مشتمل کتاب ہے، پھر یہ سلسل اپنی شان سے چلتا رہا اور جنابِ امیرِ معاویہؓ کے دور میں ۶۴ لاکھ، ۶۵ ہزار مربع میل پر اسلام کا پرچم درخشاں ہوا۔ گو کہ صحابہؓ نے پوری امت کو سکھا دیا کہ اسلام کس لیے نازل ہوا اور اسکے اغراض و مقاصد کیا ہیں؟۔

کیا اور اسلام دشمن عناصر کا ہمیں دیا ہوا سب سے بڑا عذاب طاغوتی نظام ہم نے قبول کر کے اسلام کو اپنی چند مملکتوں تک محدود کر لیا اور وہ بھی ایسی مملکتیں (ریاستیں) جہاں اسلام نافذ نہیں، اور باطل کا نام نہاد طاغوتی نظام جمہوریت نافذ ہے جسے ہمارے اپنے اسلامی کہہ کر عوام کو حوصلے دیتے ہیں۔

ترکِ جہاد کے بعد تنفیذِ شریعت سے روگردانی اور غفلت کا ظاہری نتیجہ تو یہ ہے کہ آج اسلام کے بدترین دشمن صیہونی فلسطین پر پنجے گاڑھے ہوئے ہیں اور پوری دنیا میں اتنی قوت، تعداد، معیشت اور عسکری پاور رکھنے کے باوجود ۵۷ طاقتور مسلم مالک خاموش ہو کر برائے نام دھرنوں، جلسوں، ریلیوں کے ذریعے جدوجہد کر رہے ہیں جو کہ ایک صدی سے چل رہی ہے لیکن مسلسل بے معنی و لغو ثابت ہو رہی ہے۔

اسلام کا بہت بڑا مقصد اور اظہر من الشمس حکم ظلم و جبر کا خاتمہ ہے، اور یہ حکم رسول ﷺ نے خود پر مظالم کی آندھیوں کو برداشت کر کے اپنی امت کو دیا کہ "مظلوم کی بد دعا سے بچو، بلاشبہ! اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی آڑ نہیں ہوتی۔ (بخاری کتاب المظالم والغصب)

اسی طرح قرآن مجید میں بھی ظلم کے رد در جنوں آیات موجود ہیں، لیکن افسوس صد افسوس کہ ہم نا صرف صحابہؓ کی تنفیذِ شریعت اور جہاد و قتال والے فریضہ سے محروم ہوئے جو کہ ہماری وراثت ہے، بلکہ ہم تو اتنے ضعیف الایمان اور مردہ ضمیر قوم بن چکے ہیں کہ خلافتِ عثمانیہ ٹوٹنے کے بعد امت ہر طرف لہولہان ہو گئی لیکن ہم نے جہاد و قتال بھی ترک

اللہ جَلَّ جَلَالَہٗ کے شیر کب سے باطل سے اتنے خائف ہو گئے کہ اقصیٰ اور آس پاس کے مسلمانوں پر تابڑ توڑ بمباریاں ہو رہی ہوں اور یہ تلوار چھوڑ کر منتیں اور خاموش احتجاج کے ذریعے اپنا حق مانگیں۔ یہی ہے طاغوتی نظام نے ہمیں اس قدر ذہنی غلام بنا دیا کہ ہم قتال والے عظیم مقصد اور سنت کو چھوڑ کر کشمیر اور فلسطین کے نام پر ریلیاں نکال رہے ہیں جبکہ صیہونی ملعون ابھی بھی قتل و غارت کر کے القدس کو لینے کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں لیکن سلام ہے گنے چنے فلسطینیوں کو، جو کم وسائل کے ساتھ ڈٹ کر دفاع کر رہے ہیں، اور گزشتہ ایک صدی میں وہ لاکھوں قربانیاں دے چکے ہیں اور ہمیں مسلسل پکار رہے ہیں۔

کیا اور اسلام دشمن عناصر کا ہمیں دیا ہوا سب سے بڑا عذاب طاغوتی نظام ہم نے قبول کر کے اسلام کو اپنی چند مملکتوں تک محدود کر لیا اور وہ بھی ایسی مملکتیں (ریاستیں) جہاں اسلام نافذ نہیں، اور باطل کا نام نہاد طاغوتی نظام جمہوریت نافذ ہے جسے ہمارے اپنے اسلامی کہہ کر عوام کو حوصلے دیتے ہیں۔

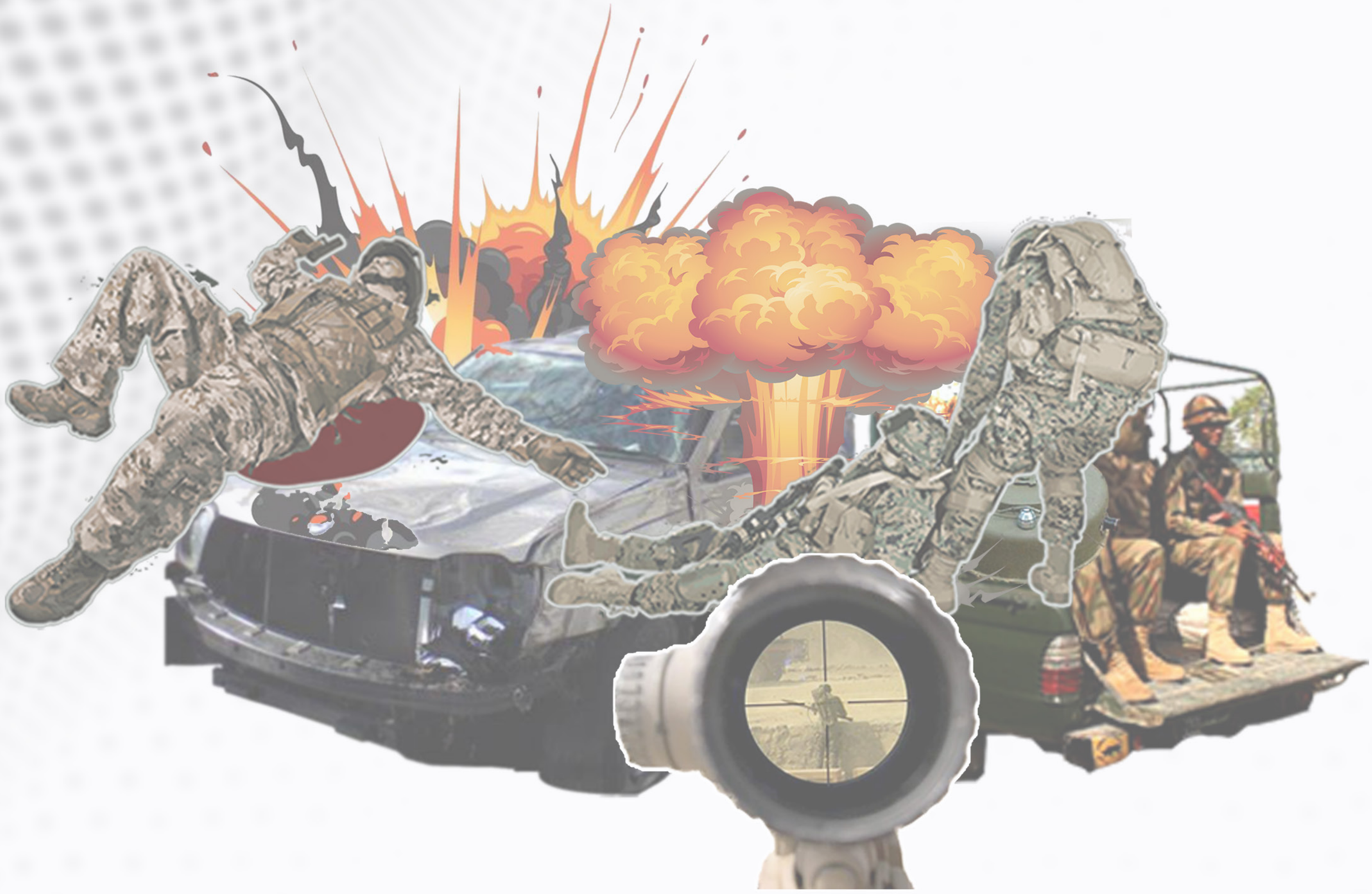
ترکِ جہاد کے بعد تنفیذِ شریعت سے روگردانی اور غفلت کا ظاہری نتیجہ تو یہ ہے کہ آج اسلام کے بدترین دشمن صیہونی فلسطین پر پنجے گاڑھے ہوئے ہیں اور پوری دنیا میں اتنی قوت، تعداد، معیشت اور عسکری پاور رکھنے کے باوجود ۵۷ طاقتور مسلم ممالک خاموش ہو کر برائے نام دھرنوں، جلسوں، ریلیوں کے ذریعے جدوجہد کر رہے ہیں جو کہ ایک صدی سے چل رہی ہے لیکن مسلسل بے معنی و لغو ثابت ہو رہی ہے۔

اللہ جل جلالہ کے شیر کب سے باطل سے اتنے خائف ہو گئے کہ اقصیٰ اور آس پاس کے مسلمانوں پر تابڑ توڑ بمباریاں ہو رہی ہوں اور یہ تلوار چھوڑ کر منتیں اور خاموش احتجاج کے ذریعے اپنا حق مانگیں۔ یہی ہے طاغوتی نظام نے ہمیں اس قدر ذہنی غلام بنا دیا کہ ہم قتال والے عظیم مقصد اور سنت کو چھوڑ کر کشمیر اور فلسطین کے نام پر ریلیاں نکال رہے ہیں جبکہ صیہونی ملعون ابھی بھی قتل و غارت کر کے القدس کو لینے کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں لیکن سلام ہے گنے چنے فلسطینیوں کو، جو کم وسائل کے ساتھ ڈٹ کر دفاع کر رہے ہیں، اور گزشتہ ایک صدی میں وہ لاکھوں قربانیاں دے چکے ہیں اور ہمیں مسلسل پکار رہے ہیں۔

رسول ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں۔“ جسم کے کسی ایک عضو کو تکلیف ہو تو سارا بدن بے چین ہوتا ہے، ہم کیوں بے چین نہیں ہوتے ان بدترین مظالم پر؟ اس وضعی اور فرسودہ نظام (جمہوریت) نے ہمیں حکمرانوں کی خواہشات کے لیے لڑایا اور ریاستوں کے نام سے زمینی حدود میں قید کر رکھا ہے جس کی وجہ یہ بنی کہ ایک ملک کے مسلمانوں پر آنے والی مصیبت دوسرے ملک والے محسوس ہی نہیں کرتے۔

آئیے اب اسکا مستقل حل دیکھتے ہیں کہ کیا کرنا ہوگا؟ پہلے تو ہمیں اس وضعی، طاغوتی نظام پر غور کرنا ہوگا جس میں حکمران عوامی کثرتِ رائے کے مطابق منتخب ہوتے ہیں اور قرآن کہتا ہے ”ولکن اکثرھم لایعلمون“ اور جہل کی زد میں منتخب شدہ یہ حکمراں پھر شریعت کا نام تک نہیں لیتے جسکی زندہ مثال پاکستان اور اس جیسی دیگر ممالک ہیں کہ جن میں اسلام کے اصل مقاصد کو ایسا دبایا گیا کہ جہاد کے ساتھ ساتھ دین کا نام تک کوئی نہیں لیتا۔ دوسری طرف اسرائیل اور دیگر کفار اپنے بچوں کو اسلام مخالف ذہنی تربیت دینے کے ساتھ ساتھ جسمانی اور اسلحے کی تربیت بھی دیتے ہیں۔ سب سے پہلے تو ہمیں اسلامی نظام کی ضرورت ہے اور ایسے حکمران کی ضرورت ہے۔ جو اس اسلامی نظام کا حقیقی معنوں میں محافظ ہو اور یہ حکمرانی اور حفاظت مسلح جہاد یعنی قتال کے ذریعے ہی ممکن ہے۔

دوسرے الفاظ میں کہیں تو وہی کرنا پڑے گا جو امارت اسلامیہ افغانستان کے مجاہدین نے افغانستان میں کیا، ایک ہاتھ میں بندوق، دوسرے میں قرآن اور دل میں جذبۂ ایمانی لیکر میدان میں اترنا پڑے گا اور اس کے ساتھ ساتھ جتنا ہو سکتا ہے قوم کو بھی اپنے ساتھ کھڑا کرنا ہوگا۔ اور یہ کوئی ایک دن کی نہیں بلکہ کل ملا کر تیس سال کی محنت تھی۔ اسی طرح تحریک طالبان پاکستان بھی چاہتی ہے کہ ہمارے ملک میں وہ نظام نافذ ہو جس کیلئے اسے حاصل کیا گیا ہے اور جس کیلئے لاکھوں افراد کے جانی و مالی نقصانات ہوئے ہیں، لہذا انہی کا ساتھ دیکر ہم پاکستان میں ظلم و جبر اور طاغوتی نظام کا راستہ روک کر اسلامی نظام نافذ کر سکتے ہیں۔ ان شاء اللہ العزیز۔



رواں سال 2023ء ماہ اکتوبر (ربیع الاول - ربیع الثانی) میں تحریک طالبان پاکستان کی کارروائیوں کی تفصیلی رپورٹ!

گزشتہ ماہ تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے کُل ۸۳ حملے کیے، جن میں ۲۱۱ فوجی، پولیس، سی ٹی ڈی، ایف سی اور خفیہ اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے اور مجاہدین نے دشمن سے بھاری تعداد میں اسلحہ و دیگر سامان بھی قبضے میں لیا۔ کارروائیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

۲۹/ ستمبر/ ۲۰۲۳ء

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی میں ایف سی اور ناپاک فوج نے مشترکہ طور پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین پر چھاپہ مارنے کی کوشش کی لیکن مجاہدین نے بروقت کارروائی کرتے ہوئے دو ایف سی اہلکاروں کو زخمی کر دیا اور بحفاظت نکلنے میں کامیاب ہوئے۔

یکم اکتوبر/ ۲۰۲۳ء

ولایت جنوبی پنجاب، ضلع میانوالی کی تحصیل عیسیٰ خیل میں واقع کنڈل چیک پوسٹ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے حملہ کیا جس میں ہیڈ کانسٹیبل ہارون خان ہلاک جبکہ کئی اہلکار زخمی ہوئے۔

یکم اکتوبر/ ۲۰۲۳ء

ولایت ملاکنڈ، باجوڑ ایجنسی کی تحصیل ناوگئی کے علاقے مٹاک میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے فوجی گاڑی کو مائن حملے کا نشانہ بنایا جس میں سوار تمام اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے اور گاڑی تخریب کا نشانہ بنی۔

یکم اکتوبر/ ۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی کے علاقے خدی پل میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے تین گاڑیوں پر مشتمل ایف سی قافلے پر گھات لگا کر حملہ کیا جس میں پانچ اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے۔

یکم اکتوبر/ ۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل پروآ کے علاقے کیڑی شموزئی میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے دو پولیس اہلکاروں کو گرفتار کر کے ان کا اسلحہ ضبط کیا اور انہیں علاقے کے عمائدین کی سفارش پر اس شرط کے ساتھ رہا کیا کہ آئندہ پولیس کی ڈیوٹی نہیں کریں گے۔

۲/اکتوبر/۲۰۲۳ء
ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ، تیراہ میدان میں واقع ایاز گل نامی ایف سی پوسٹ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے حملہ کیا جس میں متعدد اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے۔

۳/اکتوبر/۲۰۲۳ء
ولایت ڈی آئی خان، ضلع ٹانک کے علاقے اعظم آباد (بندر) میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین پر ڈرون حملہ اور ہیلی کاپٹر شیلنگ ہوئی ہوا جس میں ایک ساتھی شہید ہوا۔ بعد میں ناپاک آرمی نے چھاپہ مارا جس کے جواب میں مجاہدین نے مقابلہ کر کے پانچ فوجی اہلکاروں کو ہلاک اور متعدد کو زخمی کر دیا۔

۴/اکتوبر/۲۰۲۳ء
ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل کلاچی میں فوج کے بھرتی سنٹر پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے اس وقت حملہ کیا جب وہاں فوج کی بھرتی کرنے کا پروگرام چل رہا تھا۔

۵/اکتوبر/۲۰۲۳ء
ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی کے علاقے پتسی اڈہ میں ایف سی چیک پوسٹ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے اسنائپر سے حملہ کر کے ایک ایف سی اہلکار کو ہلاک کر دیا اور ایک سیکیورٹی کیمرہ بھی تخریب کا نشانہ بنایا۔

۵/اکتوبر/۲۰۲۳ء
ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل کلاچی میں ناپاک فوج نے تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین پر چھاپہ مارا، مجاہدین نے بروقت جوابی کارروائی کرتے ہوئے متعدد اہلکاروں کو ہلاک و زخمی کر دیا۔

۵/اکتوبر/۲۰۲۳ء
ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل لدھا کے علاقے شیشتین میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے فوجی پوسٹ پر اسنائپر سے حملہ کر کے دو فوجی اہلکاروں کو ہلاک کر دیا۔

۵/اکتوبر/۲۰۲۳ء
ولایت پشاور، پشاور شہر کے گلبہار نمبر ۳ میں تحریک طالبان پاکستان کے شارپ شوٹر دستے نے ساقی نامی ایف سی اہلکار کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔

۵/اکتوبر/۲۰۲۳ء
ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی کے علاقے خدی مارکیٹ میں فوجی مورچے پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے جی ایل داغے جو پوسٹ کے عین وسط میں لگے، جس میں ایک اہلکار زخمی ہوا۔

۵/اکتوبر/۲۰۲۳ء
ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی کے علاقے حوخیل میں پل مورچے پر اسنائپر کے ذریعے حملہ کیا گیا، جس میں ہلاکتوں اور زخمیوں کا قوی امکان ہے۔ ایک جاسوسی کیمرہ بھی تخریب کا نشانہ بنایا گیا۔

۵/اکتوبر/۲۰۲۳ء
ولایت گلگت بلتستان، ضلع غذر کی تحصیل بھتریت میں ایک پولیس آفیسر محمد عالم نے ایک عام شہری کے گھر پر چھاپہ مار کر انہیں ٹارچر کیا اور فائرنگ کر کے ایک بچی کو زخمی بھی کیا جس پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے کارروائی کرتے ہوئے اسی پولیس آفیسر کو ٹھکانے لگا دیا جبکہ کئی اہلکار زخمی بھی ہوئے۔

۶/اکتوبر/۲۰۲۳ء
ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل کلاچی کے علاقے لونڑی میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ایک فوجی مورچے پر تین راکٹس داغے جس میں مورچہ مکمل طور پر تباہ اور اس میں موجود تمام اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے۔

۷/اکتوبر/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی کے علاقے قوپتسی اڈہ میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے فوجی چیک پوسٹ پر حملہ کیا، جس میں ہلاکتوں اور زخمیوں کا قوی امکان ہے۔ ایک عدد سیکیورٹی کیمرہ بھی تخریب کا نشانہ بنا۔

۷/اکتوبر/۲۰۲۳ء

ولایت ملاکنڈ، ضلع بونیر کے پہاڑی علاقے ایلم میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ایک پولیس وین پر مائن بلاسٹ کی جس سے گاڑی میں سوار تمام اہلکار ہلاک وزخمی اور گاڑی تخریب تباہ ہوگئی۔

۷/اکتوبر/۲۰۲۳

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل رزمک میں کونڈ چیک پوسٹ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے اسنائپر سے حملہ کرکے ایک فوجی اہلکار کو ہلاک کردیا۔ ایک سیکیورٹی کیمرہ بھی تباہ ہوا۔

۷/اکتوبر/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل سپین وام کے علاقے دتہ خیل میں ناپاک فوج نے تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین پر گھات لگا کر حملہ کیا، مجاہدین نے بروقت جوابی کارروائی کرتے ہوئے دو فوجی اہلکاروں کو زخمی کردیا اور بحفاظت نکلنے میں کامیاب ہوئے۔

۷/اکتوبر/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، ضلع لکی مروت کے علاقے منجی والا میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے فوجی پوسٹ پر جی ایل اور راکٹوں سے حملہ کیا جس میں ہلاکتوں اور زخمیوں کا قوی امکان ہے۔

۷/اکتوبر/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل گڑیوم کے علاقے ولدین ڑئی میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ایک فوجی پوسٹ پر لیزر گن سے حملہ کرکے ایک اہلکار کو ہلاک کردیا۔

۷/اکتوبر/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل کلاچی میں پولیس پوسٹ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ہینڈ گرینیڈز اور راکٹوں سے حملہ کیا جس میں ہلاکتوں اور زخمیوں کا قوی امکان ہے۔ ایک سیکیورٹی کیمرہ بھی تخریب کا نشانہ بنا۔

۷/اکتوبر/۲۰۲۳

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی میں فوجی قلعے پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا جس میں تین فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔ ایک سیکیورٹی کیمرہ اور ایک ڈرون کیمرہ بھی تباہ کردیا گیا۔

۸/اکتوبر/۲۰۲۳ء

صوبہ بلوچستان، کوئٹہ کے علاقے نوے کلی میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے پولیس وین پر ہینڈ گرینیڈ پھینکا جو گاڑی کے اندر پھٹ گیا جس سے گاڑی میں موجود پولیس اہلکار ہلاک وزخمی ہوئے۔

۸/اکتوبر/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل کلاچی کے علاقے ہتھالہ میں عیسیٰ خان چوکی پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا جس کے نتیجے میں تین اہلکار ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔ سیکیورٹی کیمرے بھی مکمل طور پر تباہ کردیئے گئے۔

۹/اکتوبر/۲۰۲۳

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ٹانک کے علاقے چینہ میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے دو پولیس گاڑیوں پر دھاوا بول دیا جس میں ہلاکتوں اور زخمیوں کا قوی امکان ہے۔

۹/اکتوبر/۲۰۲۳ء

ولایت ژوب کی تحصیل ژوب کے علاقے سمبازہ میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ایس ایس جی کمانڈوز پر گھات لگا کر حملہ کیا

جس میں ایس ایس جی کے میجر علی رضا اور ایک صوبیدار ہلاک ہوا اور ایک کیپٹن سمیت دیگر اہلکار شدید زخمی ہوئے۔

۹/اکتوبر/۲۰۲۳ء
ولایت ڈی آئی خان، ضلع ٹانک کے علاقے کڑی حیدر میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے پولیس وین کو حملے کا نشانہ بنایا جس میں موجود اہلکار ہلاک وزخمی ہوئے۔

۹/اکتوبر/۲۰۲۳ء
ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل کلاچی کے علاقے ہتھالہ میں پولیس چوکی پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ہینڈ گرینیڈ ز سے حملہ کیا جس کے نتیجے میں کئی اہلکار زخمی ہوئے۔ ایک سیکیورٹی کیمرہ بھی تخریب کا نشانہ بنا۔

۹/اکتوبر/۲۰۲۳ء
ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل لدھا کے علاقے کوٹ لنگر خیل میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے دو گاڑیوں پر مشتمل فوجی قافلے پر گھات لگا کر حملہ کیا جس میں ہلاکتوں اور زخمیوں کا قوی امکان ہے۔

۱۰/اکتوبر/۲۰۲۳ء
ولایت ڈی آئی خان، ضلع ٹانک کی تحصیل جنڈولہ میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ایک فوجی پوسٹ پر لیزر گن سے حملہ کر کے دو فوجی اہلکاروں کو ہلاک کر دیا اور اس کے بعد پوسٹ پر راکٹس بھی فائر کئے جس میں مزید ہلاکتوں کا قوی امکان ہے۔

۱۱/اکتوبر/۲۰۲۳ء
ولایت جنوبی پنجاب، ضلع میانوالی کی تحصیل عیسیٰ خیل میں کنڈل چیک پوسٹ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے تعارضی حملہ کیا، جس کے نتیجے میں کم از کم ایک اہلکار زخمی ہوا۔

۱۱/اکتوبر/۲۰۲۳ء
ولایت جنوبی پنجاب، ضلع میانوالی کی تحصیل عیسی خیل میں پولیس کی گشتی پارٹی پر گھات لگا کر حملہ کیا گیا، جس میں ہلاکتوں اور زخمیوں کا قوی امکان ہے۔ دو گاڑیاں بھی تخریب کا نشانہ بنیں۔

۱۲/اکتوبر/۲۰۲۳ء
ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل رزمک کے علاقے کونڈ میں فوجی پوسٹ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے اسنائپر سے حملہ کر کے ناپاک فوج کا ایک اہلکار ہلاک کر دیا۔

۱۲/اکتوبر/۲۰۲۳ء
ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی کے علاقے حوخیل میں پل مورچے پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے دو راکٹس داغے اور اس کے بعد اسنائپر اور کلاشنکوف سے حملہ کیا جس کے نتیجے میں مورچے کے اندر موجود تمام اہلکاروں کے ہلاک وزخمی ہونے کا قوی امکان ہے۔

۱۲/اکتوبر/۲۰۲۳ء
ولایت بنوں، ضلع بنوں کے تھانہ میرا خیل پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ہینڈ گرینیڈ سے حملہ کیا جس میں مالی و جانی نقصان کا قوی امکان ہے۔

۱۴/اکتوبر/۲۰۲۳ء
ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل شکتوئی کے علاقے خواجہ خدر میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ایف سی قافلے پر گھات لگا کر حملہ کیا جس کے نتیجے میں تین ایف سی اہلکار ہلاک جبکہ متعدد زخمی ہوئے۔

۱۴/اکتوبر/۲۰۲۳ء
ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ کے علاقے اکا خیل شڈو میں نئی تعمیر شدہ آرمی پوسٹ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے اسنائپر سے حملہ کر کے ایک فوجی اہلکار کو ہلاک اور ایک کو زخمی کر دیا۔

۱۴/اکتوبر/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی کے علاقے حیدر خیل میں ناپاک فوج نے تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین پر چھاپہ مارا، بروقت جوابی کارروائی کرتے ہوئے مجاہدین نے ناپاک فوج کے کم سے کم پندرہ اہلکاروں کو ہلاک و زخمی کیا اور بحفاظت نکلنے میں کامیاب ہوئے۔

۱۵/اکتوبر/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل درابن میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے فوجی قلعے کو حملے کا نشانہ بنایا، جس میں ایک فوجی اہلکار ہلاک ہوا۔ ایک کیمرہ بھی تخریب کا نشانہ بنا۔

۱۵/اکتوبر/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل درابن میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ایف سی چیک پوسٹ کو حملے کا نشانہ بنایا، جس میں ایک ایف سی اہلکار ہلاک ہوا۔

۱۵/اکتوبر/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل درابن میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے پولیس اسٹیشن پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس میں ایک اہلکار ہلاک ہوا۔

۱۵/اکتوبر/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل پروآ کے علاقے کڑی شموزئی میں چھاپے کی نیت سے آنے والے فوجی قافلے پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے گھات لگا کر حملہ کیا جس کے نتیجے میں ناپاک فوج کے کئی اہلکار زخمی ہوئے۔

۱۶/اکتوبر/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل بدر کے علاقے سلے روغہ میں تین گاڑیوں پر مشتمل فوجی قافلے پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے گھات لگا کر حملہ کیا جس کے نتیجے میں تقریباً پندرہ فوجی اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے۔

۱۶/اکتوبر/۲۰۲۳ء

ولایت پشاور، پشاور شہر کے علاقے تہکال میں پولیس تھانے پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ہینڈ گرینیڈز سے حملہ کیا جس کے نتیجے میں کئی اہلکار زخمی ہوئے۔

۱۶/اکتوبر/۲۰۲۳ء

ولایت جنوبی پنجاب، ضلع میانوالی کی تحصیل عیسیٰ خیل کے علاقے مکڑوال میں پولیس اور مجاہدین کے درمیان شدید جھڑپ ہوئی جس میں پولیس کی دو گاڑیوں کو نشانہ بنایا گیا، کئی پولیس اہلکار زخمی ہوئے۔

۱۶/اکتوبر/۲۰۲۳ء

ولایت جنوبی پنجاب، ضلع میانوالی کی تحصیل عیسیٰ خیل کے علاقے مکڑوال میں محصور پولیس اہلکاروں کی مدد کے لئے آنے والی مزید دو گاڑیوں پر مجاہدین نے راستے میں گھات لگا کر حملہ کیا جس میں پولیس کو بھاری جانی و مالی نقصان اٹھانا پڑا۔

۱۶/اکتوبر/۲۰۲۳ء

صوبہ بلوچستان کے مرکزی شہر کوئٹہ کے علاقے نوی کلی میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ایف سی چیک پوسٹ پر ہینڈ گرینیڈ سے حملہ کیا جس میں کئی اہلکار زخمی ہوئے۔

۱۶/اکتوبر/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، ضلع لکی مروت کے علاقے سلطان خیل میں ناپاک فوج نے تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین پر چھاپہ مارا۔ مجاہدین نے بروقت جوابی کارروائی کرتے ہوئے دو فوجی اہلکاروں کو ہلاک کر دیا اور بحفاظت نکلنے میں کامیاب ہوئے۔

۱۸/اکتوبر/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل گڑیوم کے علاقے شوزے بودر میں ایک فوجی چیک پوسٹ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین

نے تعارضی حملہ کیا جس کے نتیجے میں دس فوجی اہلکار ہلاک وزخمی ہوئے۔ دس عدد بندوقیں بھی مجاہدین کو حاصل ہوئیں۔

۱۸/اکتوبر/۲۰۲۳ء
ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل بدر کے علاقے قپٹ توک میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ناپاک فوج پر گھات لگا کر حملہ کیا جس میں چار فوجی اہلکار ہلاک ہوئے جبکہ ایک عدد کلاشنکوف، چند میگزین اور ایک عدد دوربین بھی مجاہدین کے ہاتھ آئے۔

۱۸/اکتوبر/۲۰۲۳ء
ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی کے علاقے نیتاسی جنگل میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے فوجی پوسٹ پر اسنائپر سے حملہ کر کے ایک فوجی اہلکار کو ہلاک کر دیا۔

۱۸/اکتوبر/۲۰۲۳ء
ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ، تیراہ میدان میں واقع بغرے کنڈو ایف سی پوسٹ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے اسنائپر سے حملہ کر کے ایک ایف سی اہلکار کو ہلاک کر دیا۔

۱۸/اکتوبر/۲۰۲۳ء
ولایت پشاور، پشاور سٹی میں ورسک روڈ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ایک پولیس اہلکار کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔ مذکورہ پولیس اہلکار خفیہ ایجنسیوں کیلئے بھی کام کرتا تھا۔

۱۸/اکتوبر/۲۰۲۳ء
ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل گڑیوم کے علاقے شوزے بودر میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ایک فوجی چیک پوسٹ پر تعارضی حملہ کیا جس میں چار فوجی اہلکار ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔ بڑی مقدار میں اسلحہ بھی مجاہدین کے ہاتھ لگا۔

۱۹/اکتوبر/۲۰۲۳ء
ولایت ملاکنڈ، باجوڑ ایجنسی کی تحصیل لوئی ماموند کے علاقے آسمان پٹی میں فوجی پوسٹ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے کئی میزائیل داغے جو پوسٹ کے عین وسط میں لگے جس میں مالی وجانی نقصان کا قوی امکان ہے۔

۱۹/اکتوبر/۲۰۲۳ء
ولایت بنوں، ضلع لکی مروت کے علاقے سمکو کلی میں ناپاک فوج نے تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین پر چھاپہ مارا لیکن مجاہدین جوانمردی سے مقابلہ کرتے ہوئے بحفاظت نکلنے میں کامیاب ہوئے۔ جھڑپ میں کئی اہلکاروں کی ہلاکت کی بھی اطلاع ہے۔

۱۹/اکتوبر/۲۰۲۳ء
ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل درزندہ میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ایف سی پوسٹ پر اسنائپر سے حملہ کر کے دو ایف سی اہلکاروں کو ہلاک کر دیا۔

۱۹/اکتوبر/۲۰۲۳ء
ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل کلاچی میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے پہلے فوجی پوسٹ پر تعارضی اور پھر پوسٹ کیلئے آنے والے فوجی قافلے پر گھات لگا کر حملہ کیا جس میں فوج کو بڑا جانی ومالی نقصان اٹھانا پڑا۔

۲۰/اکتوبر/۲۰۲۳ء
ولایت ڈی آئی خان، ضلع ٹانک کی تحصیل گومل میں مجاہدین نے لیزر گن سے حملہ کر کے دو فوجی اہلکاروں کو ہلاک کیا جبکہ ایک سیکیورٹی کیمرہ بھی تباہ کر دیا گیا۔

۲۰/اکتوبر/۲۰۲۳ء
ولایت پشاور، پشاور سٹی کے علاقے ورسک روڈ دری کلی میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے پولیس اہلکار آصف کو اس وقت فائرنگ کر کے قتل کیا جب وہ ڈیوٹی سے واپس گھر جا رہا تھا۔

۲۱/اکتوبر/۲۰۲۳ء
ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل تیارزہ کے علاقے دالیکی میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ایک فوجی پوسٹ پر اسنائپر سے حملہ کر کے ایک فوجی اہلکار کو زخمی کر دیا اور ایک سیکیورٹی کیمرہ بھی تباہ کر دیا۔

۲۲/اکتوبر/۲۰۲۳ء
ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل گڑیوم کے علاقے کنڈا کاکا خیل میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ایک فوجی پوسٹ پر اسنائپر سے حملہ کر کے ایک فوجی اہلکار کو ہلاک کر دیا۔

۲۲/اکتوبر/۲۰۲۳ء
ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ کے علاقے ساران میں ایف سی چیک پوسٹ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے اسنائپر سے حملہ کر کے ایک ایف سی اہلکار کو زخمی کر دیا۔

۲۲/اکتوبر/۲۰۲۳ء
ولایت ملاکنڈ، باجوڑ ایجنسی کی تحصیل ناوگئی کے علاقے چمرکنڈ میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ناپاک فوج کی گشتی پارٹی پر مائن بلاسٹ کی جس کے نتیجے میں کئی فوجی اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے۔

۲۲/اکتوبر/۲۰۲۳ء
ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل درزندہ کے علاقے کوٹ فلک میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ایف سی پوسٹ پر اسنائپر سے حملہ کر کے ایک اہلکار کو ہلاک کر دیا۔

۲۳/اکتوبر/۲۰۲۳ء
ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی کے علاقے خدی پل میں فوجی مورچے پر اسنائپر سے حملہ کر کے ایک اہلکار کو ہلاک کر دیا۔ ایک سیکیورٹی کیمرہ بھی تخریب کا نشانہ بنا۔

۲۳/اکتوبر/۲۰۲۳ء
ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی کے علاقے زیراکی میں ایف سی پوسٹ پر حملہ کیا گیا جس میں کئی ایف سی اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے۔

۲۳/اکتوبر/۲۰۲۳ء
ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی کے علاقے حوخیل پل میں فوجی مورچے پر حملہ کیا گیا جس میں کم سے کم چار فوجی اہلکار ہلاک ہوئے۔

۲۴/اکتوبر/۲۰۲۳ء
ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل کلاچی کے علاقے باچا آباد قلعہ میں فوجی پوسٹ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے لیزر گن سے حملہ کر کے ایک فوجی اہلکار کو ہلاک کر دیا۔ ایک سیکیورٹی کیمرہ بھی مار گرایا گیا۔

۲۴/اکتوبر/۲۰۲۳ء
ولایت ڈی آئی خان، ضلع ٹانک کی تحصیل گومل کے علاقے کوٹ اعظم میں فوجی قافلے پر حملہ کیا گیا جس میں کئی اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے۔

۲۴/اکتوبر/۲۰۲۳ء
ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ میں واقع منڈی کس ایف سی پوسٹ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے تعارضی عملیات کر کے دو ایف سی اہلکاروں کو زخمی کر دیا۔

۲۴/اکتوبر/۲۰۲۳ء
ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ کے علاقے نالہ میں ایف سی کانوائے پر گھات لگا کر کیا گیا جس میں ایف سی کے چار اہلکار ہلاک جبکہ تین شدید زخمی ہوئے۔

۲۴/اکتوبر/۲۰۲۳ء
ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ میں ایف سی اہلکاروں کے

ساتھ مجاہدین کی جھڑپ ہوئی جس میں تمام ساتھی محفوظ رہے جبکہ ایف سی کے دو اہلکار ہلاک ہوئے۔

۲۵/اکتوبر/۲۰۲۳ء
ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل پروآمیں پولیس اور مقامی سرینڈروں نے مل کر مجاہدین پر چھاپہ مارا، جس میں آدھا گھنٹہ تک سخت جھڑپ ہوئی، جس میں دشمن کو جانی ومالی نقصان کا قوی امکان ہے۔

۲۶/اکتوبر/۲۰۲۳ء
ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل مکین کے علاقے برامشادرے کوٹ میں ناپاک فوج پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے مائن حملہ کیا جس میں ۳ فوجی اہلکار موقع پر ہلاک اور ایک شدید زخمی ہوا۔

۲۶/اکتوبر/۲۰۲۳ء
ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل جمرود کے علاقے ساتورخولہ میں غلام فوج نے ساتھیوں پر چھاپہ مارا، مجاہدین نے بھرپور جواب دیتے ہوئے دشمن کے چھاپے کو ناکام بنادیا۔ دو گھنٹے تک جنگ جاری رہی، جس میں دشمن کو جانی ومالی نقصان پہنچنے کا قوی امکان ہے، جبکہ تمام ساتھی محفوظ نکلنے میں کامیاب ہوگئے۔

۲۷/اکتوبر/۲۰۲۳ء
ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل سپین وام کے علاقے دتہ خیل میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ناپاک فوج کی گشتی پارٹی پر گھات لگاکر حملہ کیا جس میں کم سے کم چھ فوجی اہلکار ہلاک اور پانچ زخمی ہوئے۔

۲۷/اکتوبر/۲۰۲۳ء
ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل شکتوئی کے گاؤں آنے خیل میں ناپاک فوج نے تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین پر چھاپہ مارا لیکن مجاہدین نے بروقت جوابی کارروائی کی اور بحفاظت نکلتے ہوئے دو فوجی اہلکاروں کو اسنائپر کے ذریعے ٹھکانے لگادیا۔

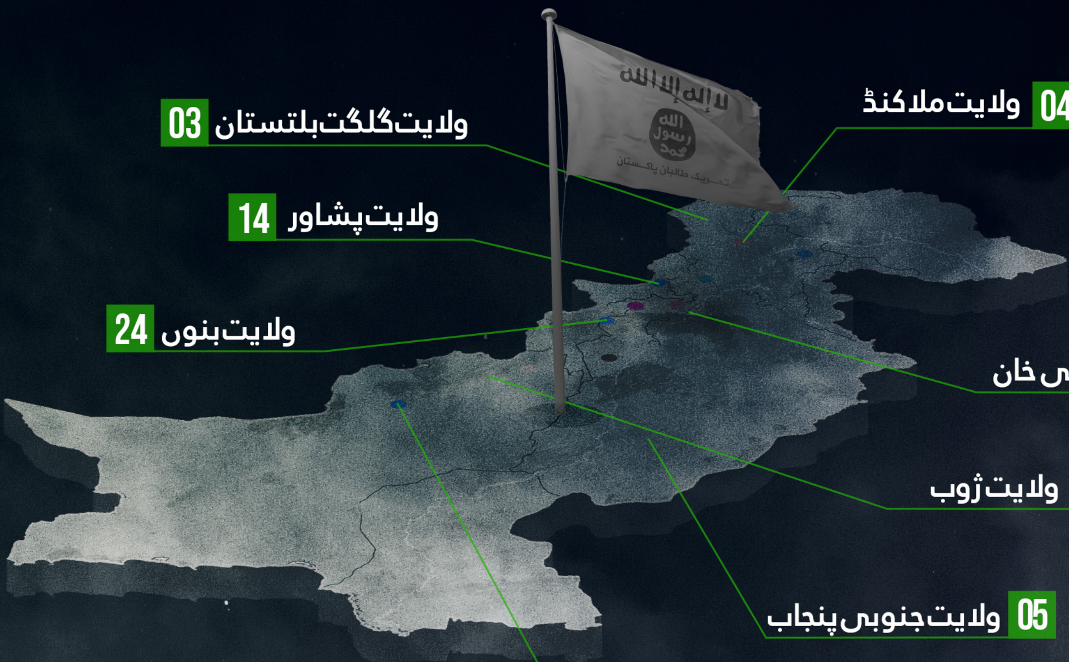
۲۷/اکتوبر/۲۰۲۳ء
ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ، اکاخیل میں واقع ایف سی کیمپ سے پیدل جاتی ہوئی گشتی پارٹی پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے گھات لگاکر حملہ کیا جس میں ایف سی کے چار اہلکار ہلاک اور تین شدید زخمی ہوئے۔ گاڑی بھی تخریب کا نشانہ بنی۔

۲۷/اکتوبر/۲۰۲۳ء
ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل سرویکئی کے علاقے چگملائی تنگی میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ایف سی کی گشتی پارٹی پر مائن بلاسٹ کی جس میں دو اہلکار ہلاک ہوئے۔

۲۸/اکتوبر/۲۰۲۳ء
ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے علاقے پارک میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے سی پیک روڈ ٹول پلازہ کے قریب پولیس چوکی پر حملہ کیا جس میں ایک پولیس اہلکار ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔

کُل حملے 83

سال (2023ء) ماہ اکتوبر / ربیع الاول-ربیع الثانی



تخریب

10 عدد جاسوسی کیمرے

04 عدد فوجی گاڑیاں

06 عدد پولیس موبائلز

02 عدد فوجی پوسٹس

97 ہلاکتیں

114 زخمی

211 کُل جانی نقصان

2 گرفتاریاں

نقصان اٹھانے والے ادارے

99 فوج/ایس ایس جی

62 پولیس/سی ٹی ڈی

50 ایف سی

مجاہدین کو حاصل شدہ اسلحہ

07 کلاشنکوف

03 نائٹ ویژن دوربین

02 MG1 گن

موبائل فونز و دیگر فوجی ساز و سامان

نوعیت عملیات

13	09	16	10	17	03	11	04
سنائپر/لیزر حملے	گوریلہ حملے	تعارضی حملے	گرنیڈ/بم دھماکے	گھات حملے	ٹارگٹڈ حملے	جوابی حملے	میزائل حملے



پیغام

اہل علم کو چاہیے کہ عام مسلمانوں کو فلسطین کی تاریخی، مذہبی اور سیاسی اہمیت سے آگاہ کریں۔ فلسطین کا قضیہ حقیقت میں کیا ہے اور مسلمانوں کو اس بارے میں حساس ہونے کی ضرورت کیوں ہے، اس بارے میں نوجوان نسل کو اصل حقائق سے آگاہ کرنا چاہیے۔ یہود کے جرائم اور نفسیات کیا ہیں اور قرآنِ کریم کی سب سے بڑی سورت میں ان کو کیوں برائی کا منبع، اس کا مصدر اور موجد قرار دیا گیا ہے، موجودہ دور میں اسرائیل، امریکا اور یورپ کا گٹھ جوڑ کیوں ہے۔ جنگ اور جہاد میں کیا فرق ہے اور حماس اپنے موجودہ روش میں کیوں حق پر ہے۔ ان حقائق سے نئی نسل کو روشناس کرانا چاہیے۔ جو لوگ میڈیا سے وابستہ ہیں یا کم از کم سوشل میڈیا استعمال کرتے ہیں ان کی ذمہ داری بنتی ہے کہ جھوٹی خبروں اور غیر مصدقہ اطلاعات کو آگے نہ بڑھائیں، بلکہ دشمن کے پروپیگنڈے کو بے نقاب کریں۔ زمانہ جنگ میں دشمن کا وطیرہ رہا ہے کہ افواہوں کا بازار گرم کر دیتا ہے؛ اس لیے چوکنا اور محتاط رہنے کی ضرورت ہے، منافقین نے تہمت کے لیے زمانہ جنگ ہی کا انتخاب کیا تھا اور بعد کی تاریخ میں بھی زمانہ جنگ میں ہی مسلمانوں کی طرف بے سروپا باتیں منسوب کی گئی ہیں۔ آخر میں اپنے مسلمان رہنماؤں سے کہنا چاہتا ہوں کہ دنیا بھر کے مسلمان عوام میں ایمان وخلوص اور جوش وجذبہ پایا جاتا ہے، یہ جذبات ہماری طاقت ہیں اور برسرِ اقتدار طبقہ چاہے تو ان جذبات کو درست موقع پر درست انداز سے کام میں لا سکتا ہے جس کے نتیجے میں وہ محیر العقول کارنامے انجام دیے جا سکتے ہیں جن سے دیگر قومیں محروم ہو چکی ہیں۔ اللہ پاک ہم سب کا حامی وناصر ہو۔ آمین